عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۱۰ تا ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۵ جنوری ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۳۳

شرعی پردہ اور اُس کے عوامل

زکوٰۃ کا حساب کرنے کا آسان طریقہ

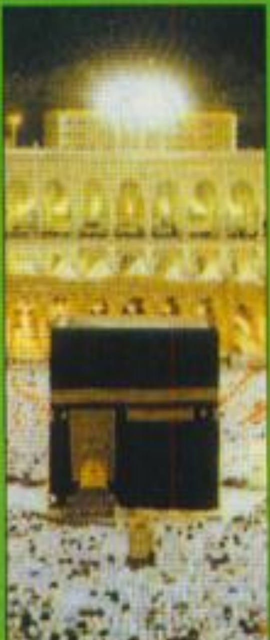

جنگ آزادی میں قادیانیوں کا شرمناک کردار

رمضان کے روزے

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری کے درس ترمذی کی خصوصیات

قیمت: ۵ روپے

مجبوری کے ایام میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں:

س..... رمضان المبارک میں عورت جتنے دن مجبوری میں ہو اس حالت میں روزے رکھنے چاہئیں یا نہیں۔ تو کیا بعد میں ادا کرنے چاہئیں یا نہیں؟

ج..... مجبوری (حیض و نفاس) کے دنوں میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں بعد میں قضا رکھنا فرض ہے۔

دوائی کھاکر ایام روکنے والی عورت کا روزہ رکھنا:

س..... رمضان شریف میں بعض خواتین دوائیں وغیرہ کھاکر اپنے ایام کو روک لیتی ہیں' اس طرح رمضان شریف کے پورے روزے رکھ لیتی ہیں' اور فخریہ بتاتی ہیں کہ ہم نے تو رمضان کے پورے روزے رکھے' کیا ایسا کرنا شرعاً" جائز ہے؟

ج..... یہ تو واضح ہے کہ جب تک ایام شروع نہیں ہوں گے عورت پاک ہی شمار ہوگی' اور اس کو رمضان کے روزے رکھنا صحیح ہوگا' رہا یہ کہ روکنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو شرعاً" روکنے پر کوئی پابندی نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر یہ فعل عورت کی صحت کے لئے مضر ہو تو جائز نہیں۔

اگر "ایام" میں کوئی روزہ کا پوچھے تو کس طرح ٹالیں:

س..... خاص ایام میں جب میری بہنیں اور میں روزہ نہیں رکھتے تو والد' بھائی یا کوئی اور پوچھتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ روزہ ہے' ہم باقاعدہ سب کے ساتھ سحری کرتے ہیں' دن میں اگر کچھ کھانا پینا ہوا تو چھپ کر کھاتے ہیں یا کبھی نہیں بھی کھاتے' تو کیا ہمیں اس طرح کرنے سے جھوٹ بولنے کا گناہ ملے گا' جبکہ ہم ایسا صرف شرم و حیا کی وجہ سے کرتے ہیں؟

ج..... ایسی باتوں میں شرم و حیا تو اچھی بات ہے مگر بجائے یہ کہنے کے کہ ہمارا روزہ ہے کوئی ایسا فقرہ کہا جائے جو جھوٹ نہ ہو' **مثلاً** " یہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے بھی تو سب کے ساتھ سحری کی تھی۔

عورت کے
کفارہ کے روزہ کے دوران
"ایام" کا آنا:

س..... ایک عورت نے رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا اب کفارہ دینا تھا کفارہ کے روزے شروع کئے تو درمیان میں ایام حیض شروع ہوگئے کیا اسے پھر سے روزے شروع کرنے ہوں گے؟

ج..... کفارے کے ساٹھ روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے' اگر درمیان میں ایک دن کا بھی ناغہ ہوگیا تو گزشتہ تمام روزے کالعدم ہوجائیں گے' اور نئے سرے سے شروع کرکے ساٹھ روزے پورے کرنے ضروری ہوں گے۔ لیکن عورتوں کے ایام حیض کی وجہ سے جو جبری ناغہ ہوجاتا ہے وہ معاف ہے' ایام حیض میں روزے چھوڑدے' اور پاک ہوتے ہی بغیر وقفہ کے روزہ شروع کردیا کرے' یہاں تک کہ ساٹھ روزے پورے ہوجائیں۔

س..... رمضان المبارک میں تراویح کے بعد لاؤڈ اسپیکر میں تلاوت قرآن (شبینہ) باقاعدہ پورا رمضان پڑھنا جبکہ شرعی حکم کے مطابق قرآن مجید کا سننا ضروری ہے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیسا ہے؟

ج..... اسپیکر میں شبینہ درست نہیں اس میں کئی قسم کے مفاسد ہیں ایک تو یہ کہ بعض لوگ آرام کرتے ہیں' بعض مریض ہوتے ہیں' ان کے آرام اور نیند میں خلل ہوگا۔ اسی طرح بہت سے اللہ کے بندے انفرادی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت خصوصاً" نماز اور تلاوت میں خلل واقع ہوگا' دوسرے یہ کہ تلاوت کی آواز سننے پر اس کی سماعت واجب ہوجاتی ہے اگر کوئی اس کا اہتمام نہیں کرسکے گا تو وہ گناہ گار ہوگا' اور شبینہ والے حضرات ان لوگوں کو گناہ گار بنانے کا سبب بنیں گے۔ اسی طرح اس میں نوافل کی جماعت ہوتی ہے جو مکروہ ہے۔

س..... کیا عورت عورتوں کی تراویح پڑھاسکتی ہے؟

ج..... عورت کی امامت کرانا مکروہ ہے' لیکن اگر کوئی حافظہ ہو اور اس کی منزل بھولنے کا اندیشہ ہو تو امام صف کے اندر کھڑی ہوکر پست آواز میں اور بغیر تداعی اور اعلان کے تراویح میں قرآن سنادے تو میرے نزدیک گنجائش ہے۔

س..... ایک خاتون صلوٰۃ التسبیح پڑھاتے ہوئے مرد امام کی طرح عورتوں کی صف سے آگے مصلے میں امامت کراتی ہے' ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

ج..... یہ درست نہیں اور اس میں بھی کئی مفاسد ہیں:

(۱) عورتوں کا امامت کرانا اور جماعت کرانا مکروہ ہے۔

(۲) نوافل کی جماعت مکروہ ہے۔

(۳) صف سے آگے مردوں کی طرح کھڑا ہونا بھی ناجائز ہے' اس لئے یہ عمل ناجائز ہے۔ (واللہ اعلم)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۳۳ ۱۰ تا ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۵ جنوری ۱۹۹۸ء قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	۴
جنگ آزادی میں قادیانیوں کا شرمناک کردار (مولانا معزالدین)	۶
استقبال رمضان المبارک .... (بابو شفقت قریشی سہام)	۸
رمضان المبارک کے روزے .... (ڈاکٹر مبارک بقاپوری)	۱۳
زکوٰۃ کا حساب کرنے کا آسان طریقہ ...... (مولانا محمد اشرف قریشی)	۱۴
شرعی پردہ اور اس کے عوامل (مولانا عبداللطیف مسعود)	۱۶
مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے درس ترمذی کی خصوصیات (مولانا عبیدالرحمٰن رحمانی)	۲۰
گلشن اسلام کی پہلی بہار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (قاضی محمد اسرائیل گڑنگی)	۲۳
اخبار ختم نبوت	۲۵

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کردیا جائے گا

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
(فون) ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان (فون) ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171 737-8199.

ناشر: عبدالرحمٰن باوا
طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳ مزرٹہ لائن کراچی

اداریہ

عدلیہ‘ انتظامیہ اختلافات

قادیانی‘ عیسائی گٹھ جوڑ کا نتیجہ!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

علمائے امت نے روز اول سے واضح کیا تھا کہ قادیانی اسلام اور ملک دشمن ہیں‘ وہ کسی مذہب کے پیروکار نہیں بلکہ اپنے سفید آقاؤں کے مقاصد کے لئے کام کرتے ہیں۔ ایک صدی تک ان علمائے حقانی کی صدائے احتجاج پر کان نہیں دھرے گئے‘ ہزاروں مسلمانوں کی قربانی اور مسلسل کئی تحریکوں کے بعد انتظامیہ اس کے لئے مجبوراً" آمادہ ہوئی اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قانوناً" اس استعماری گروہ کو خلاف اسلام قرار دیا گیا‘ تاہم بھی بعض نام نہاد "وسیع النظر" سیاسی بزر جمہر قادیانیوں کو ملکی وفادار سمجھتے اور اس قانون کو غالباً" ظالمانہ کہتے رہے۔ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے بعد سے قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے کھل کر اپنے مقاصد کا اظہار شروع کیا اور نہایت تعلی آمیز دعوے کئے‘ اور انہیں حقیقت کا روپ دینے کے لئے ملکی سطح پر کئی ایک بحران کھڑے کرنے کی کوشش کی۔ موجودہ حکومت اور عدلیہ‘ کی جنگ بھی اس سلسلہ کی کڑی ہے۔ روزنامہ "نوائے وقت کراچی" ۷ دسمبر ۱۹۹۷ء کی خبر ملاحظہ ہو:

"ربوہ (نامہ نگار) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا ہے کہ اگر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والا آئین نہ ٹوٹا تو ملک ٹوٹ جائے گا۔ جمعہ کے روز ڈش پر لندن سے براہ راست اپنے خطاب میں انہوں نے کہا کہ مظلوم قادیانیوں کو توقع تھی کہ آئندہ جمعہ تک اہل دانش کو ہوش آجائے گا اور ظلم و تعدی پر مبنی موجودہ آئین سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے مگر خدا کی طرف سے تاخیر ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ بحران ابھی ٹلا نہیں بلکہ جاری ہے کیونکہ بہت سی بلائیں ابھی باقی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں فسق و فجور اور فساد کا جو سیلاب بڑھتا چلا جارہا ہے بالآخر وہ سپریم کورٹ کو بھی لے ڈوبے گا۔ وہ آئین جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے رکھا ہے یقیناً" اس سیلاب کی نذر ہوجائے گا اس آئین کا توڑا جانا ملکی سالمیت‘ بقا‘ تعمیر و ترقی اور خوشحالی کے لئے ضروری ہے‘ بصورت دیگر ملک ٹوٹ جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ آئین نہ تو قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمودات‘ نظریات اور ترجیحات کے مطابق ہے اور نہ ہی پاکستان کی تعمیر و ترقی و خوشحالی‘ سالمیت و بقا کا ضامن ہے۔ اس آئین کو ہر حالت میں ٹوٹنا ہے۔ یہ آئین ردی کاغذ کا ایک پرزہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ارباب حل و عقد کو چاہئے کہ ایسا آئین بنائیں جو تمام شہریوں کے لئے حق و انصاف پر مبنی ہو۔ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ میں یہ بات یقین محکم سے کہتا ہوں کہ اگر یہ آئین و قانون اسی طرح ہمارے حقوق کو چاٹتا رہا تو یہ آئین ملک کو اسی طرح چاٹ جائے گا جس طرح قادیانیوں کے حقوق چاٹے گئے۔ انہوں نے کہا کہ مظلوم احمدیوں نے یہ توقع کرلی تھی کہ آئندہ جمعہ تک پاکستان کے اہل دانش کو ہوش آجائے گا اور وہ اس آئین کی قباحتوں کا خلوص سے مطالعہ کرتے ہوئے اس سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے لیکن یہ ان کی بدقسمتی کہا جائے یا خدا تعالیٰ کی مشیت کہ اس معاملہ میں کچھ تاخیر ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۷ دسمبر ۱۹۹۷ء)

مرزا طاہر اور قادیانی امت جمعہ تک آئین کے ختم ہونے کے منتظر کیوں نہ ہوتے کہ انہوں نے اپنے تئیں ایسے تمام انتظامات کرلئے تھے‘ اور اس مقصد کے لئے انہوں نے ۳۲ کروڑ امریکی ڈالر کی بھاری رقم خرچ کی تھی‘ مگر قادیانی مکر پر تقدیر الٰہی غالب آئی اور مرزا طاہر کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا اور انشاء اللہ کبھی نہیں ہوگا۔ ایک طرف قادیانیوں کی اس قدر منظم سازش‘ تیاری اور منصوبہ بندی کہ ملکی عدلیہ اور انتظامیہ کو دست و گریبان کرادیا اور دوسری طرف ٹھیک انہی دنوں آرچ بشپ آف کنٹربری (برطانیہ) کا پاکستان آکر یہ کہنا کہ "قانون توہین رسالت میں ترمیم کی جائے" کسی گہری

سازش کی نشاندہی کرتا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ آرچ بشپ مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو للکارتے ہوئے نعوذ باللہ مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کو عیسائی بننے کی آزادی ملنی چاہئے۔ چنانچہ روزنامہ "جنگ لاہور" میں ہے:

"لندن (ریڈیو رپورٹ) آرچ بشپ آف کنٹربری جارج کیری نے مسلمانوں سے کہا ہے کہ جو افراد اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہیں انہیں ایسا کرنے کی آزادی ہونی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح عیسائیوں کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں مسلمانوں کو بھی مسیحی مذہب اختیار کرنے کی آزادی ہونی چاہئے' مگر انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ ایک بڑا متنازعہ موضوع ہے بعض اسلامی ملک مذہب تبدیل کرنے والوں کو مرتد قرار دیتے ہیں جس کی سزا موت ہے۔ بی بی سی کے مطابق آرچ بشپ نے یہ باتیں اسلام آباد میں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی میں ایک تقریر کے دوران کہیں۔ انہوں نے دونوں مذہبوں پر زور دیا کہ وہ انصاف کے فروغ کے لئے مل کر کام کریں اور کہا کہ وہ نئی عبادت گاہوں کی تعمیر میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔" (روزنامہ جنگ لاہور ۶ر دسمبر ۱۹۹۷ء)

مرزا طاہر کے بیانات اور آرچ بشپ کی پاکستان آمد اور اس کی اس قسم کی ہرزہ سرائی کھلے طور پر اس کی نشاندہی کرتی ہے کہ قادیانی' عیسائی گٹھ جوڑ کو نئی شکل دی گئی ہے اور ایک دوسرے کے مفادات کے لئے کھل کر کام کرنے کی حکمت عملی اپنانے کا فیصلہ ہو چکا ہے' ورنہ ممکن نہیں کہ کسی ملک کا عیسائی راہنما کسی اسلامی ملک کے مذہبی اور قانونی معاملات میں دخل اندازی کرے۔ مرزا طاہر اور آرچ بشپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان چاہے عملی طور پر کتنا ہی کمزور ہوں' مگر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اپنی جان نچھاور کرنا اور اسلام و مذہب پر کٹ مرنا اپنے لئے سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں' آرچ بشپ صاحب کو اپنی زبان کو لگام دینا چاہئے' انہیں بحیثیت مہمان' میزبان قوم کے مذہبی جذبات اور قوانین کا مکمل احترام کرنا چاہئے اور انہیں مسلمانوں کی ملی غیرت کو للکار کر اپنے لئے مشکلات پیدا نہیں کرنا چاہئے۔

ارباب اقتدار کو مرزا طاہر کے بیان کے مضمرات پر غور کرنا چاہئے! مرزا طاہر نے اپنے اس بیان میں پاکستان اور آئین پاکستان کے خلاف اعلان بغاوت کیا ہے' وہ آئین پاکستان کو "ردی کاغذ کا ٹکڑا" سمجھتا ہے' اس نے مسلمانوں کو دھمکی دی ہے کہ ہم آئین پاکستان کو توڑ کر رہیں گے' اسے ٹوٹنا ہے کہ وہ قادیانی مفادات کا حامل نہیں۔ اس سے وہ یہ بھی باور کرانا چاہتا ہے کہ اگر اس آئین کو ختم نہ کیا گیا تو پاکستان ختم ہو جائے گا' اس طرح اس نے پاکستان کی مقننہ اور عدلیہ دونوں کو صفحہ ہستی سے نابود کرنے کی دھمکی دی ہے۔

غالباً" یہی وجہ ہے کہ قادیانی نہایت جرات و بے باکی سے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جس محکمہ میں قادیانی ہوں' وہاں مسلمان افسران کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ ہماری اطلاعات کے مطابق بعض اعلیٰ عہدوں پر فائز دین دار افسران نے اپنے اعلیٰ افسران کو باقاعدہ رپورٹ کی ہے کہ قادیانی افسران ہر شعبہ میں ہمارے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں' ان کا سدباب کیا جائے۔ ان حالات و واقعات میں حکومت اور برسراقتدار طبقہ کو قادیانیت کے مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور مرزا طاہر پر بغاوت کا مقدمہ قائم کرنا چاہئے اور قادیانیوں کی سرگرمیوں' خصوصاً" ان کے ڈش انٹینا کے پروگراموں کی خصوصی روک تھام کرنا چاہئے۔

مرزا طاہر کے حالیہ اخباری بیانات سے برسراقتدار طبقہ کی یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے کہ قادیانی پاکستان کے وفادار ہیں۔ قادیانی ملکی سالمیت کو کبھی برداشت کرنے کے روادار نہیں رہے۔ انہیں پاکستان سے نہیں قادیانیت سے محبت ہے' انہیں ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں' غلام احمد قادیانی سے عقیدت ہے۔ وہ مکہ اور مدینہ کے بجائے قادیان سے محبت کا دم بھرتے ہیں۔ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے حکومت و انتظامیہ کے احکامات کے نہیں اپنے مذہبی راہنما کے احکامات کے پابند ہوتے ہیں۔ انہیں آپ کی عزت و حرمت عزیز نہیں' اپنے امام کی عزت ان کے ہاں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ کوئی قادیانی چاہے کسی بھی شعبہ میں کام کرتا ہو وہ اپنے سفید آقاؤں کا جاسوس ان کے مفادات کا محافظ ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں موجودہ بحران یا اس سے قبل ملک میں پیدا ہونے والے بحرانوں کے پیچھے اس ملک دشمن لابی کا ہاتھ ہے۔ ان صفحات میں بار بار لکھا جا چکا ہے کہ کراچی کے فسادات میں قادیانی ملوث تھے' ہیں اور رہیں گے۔ اسلام اور ملک دوستی کا تقاضا ہے کہ قادیانی عناصر کو تمام کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے' انہیں فوج' سول اور عدلیہ میں کوئی ایسا منصب نہ سونپا جائے جس سے وہ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کر سکیں۔ اور ایسے افراد جو اس قسم کی سازشوں میں ملوث پائے جائیں' ان کو نوکریوں سے برخاست کر کے کھلی عدالت میں ان پر غداری کا مقدمہ چلایا جائے تاکہ آئندہ اس قسم کی ملک دشمنی کی جرات کوئی نہ کر سکے۔

مولانا معزالدین صاحب

جنگ آزادی میں

قادیانی جماعت کا شرمناک کردار

ہندوستان میں برطانوی سامراج کے تسلط سے لیکر آزادی ملک کی تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء تک کوئی لمحہ ایسا نہیں پایا جاتا کہ قادیانی جماعت نے جدوجہد آزادی میں حصہ لیا ہو یا کبھی اس جماعت نے برطانیہ سے ہندوستان چھوڑ دینے کا مطالبہ کیا ہو' بلکہ اس کے برخلاف سرفروشان وطن اور مجاہدین آزادی کی مخالفت' بیخ کنی اور گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری' خیر خواہی' خوشامد' کاسہ لیسی اور خداوندان برطانیہ کے حضور نذرانے' شکرانے' سپاس نامے' اور ان کے استحکام کی دعائیں اس جماعت کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ جب پورا ملک بلا تفریق مذہب و ملت سامراجی نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے میدان جہاد میں سرگرم تھا۔ اس وقت مرزا غلام احمد کا خاندان برطانوی پرچم تلے اپنی وفاداری کا مظاہرہ کررہا تھا۔ اور آنجہانی مرزا انگریزوں کی حمایت میں پمفلٹ' رسالے اور کتابیں شائع کرکے مجاہدین حریت کے جذبہ جہاد کو فنا کرنے میں لگا ہوا تھا۔ آزادی وطن کی مشہور تحریکات میں اس سامراج پرست جماعت کا جو رول رہا ہے اس کا ایک سرسری جائزہ ان کی ہی تحریروں اور بیانات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) انقلاب ۱۸۵۷ء:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں باشندگان وطن جذبہ سرفروشی سے سرشار ہوکر برطانوی سامراج سے دو بدو ٹکرلے رہے تھے۔ اور انگریزی مظالم و استبداد کا مردانہ وار مقابلہ کررہے تھے۔ اس وقت مرزا آنجہانی اپنی جوانی کی رنگ رلیوں میں مصروف تھے اور ان کا خاندان برطانوی سامراج کو کمک پہنچارہا تھا۔ اور انگریز فوجوں کے ساتھ مجاہدین آزادی کو تہ تیغ کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا' جس کا اعتراف مرزا نے اپنی متعدد تالیفات میں کیا ہے' بلکہ فخریہ انداز میں برطانوی سامراج کے لئے اپنی اور اپنے خاندان کی خدمات کو شمار کرایا ہے۔ اپنے والد کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(الف) "۱۸۵۷ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی سی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے مع پچاس جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے اور ہروقت امداد اور خدمت کے لئے کمربستہ رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے گزرگئے۔" (ضمیمہ تریاق القلوب ص (ب) خزائن ۱۵/۴۸۸)

(ب) اپنے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا تذکرہ یوں کرتا ہے "میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں (گورداسپور) کی گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔" (کتاب البریہ ص ۵' روحانی خزائن ۱۳/۶)

(ج) ۱۸۵۷ء کے جانباز مجاہدین کے کارناموں کو سراہنے کے بجائے ان کا بڑے گھناؤنے انداز میں تذکرہ کرتا ہے:

"جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح دیکھتے ہیں اور اس زمانے کے مولویوں کے فتویٰ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق' نہ انصاف ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔" (حاشیہ ازالہ اوہام ص ۵۹۰' ج ۲)

(۲) ۱۸۵۷ء کے بعد جذبہ حریت کو سبوتاژ کرنے کے لئے آنجہانی مرزا کی خدمات:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اگرچہ ہندوستانیوں کو شکست سے دوچار ہونا اور سامراجی ظلم و تشدد کا نشانہ بننا پڑا مگر ان کا جذبہ حریت فنا نہ ہوا۔ انگریزوں نے اس کام کے لئے بہت سے غداران وطن کا انتخاب کیا ان میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سرفہرست ہے جس نے پوری عمر برطانوی سامراج کی تائید و حمایت اور مجاہدین آزادی کی مخالفت میں گزاری یہ ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس کے لئے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں خود اس کا متعدد تحریروں میں یہ اعتراف ہے کہ:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔" (تریاق القلوب ص ۱۵' روحانی خزائن ۱۵/۱۵۵)

اور اس کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود کا

بیان ہے کہ:

"(مرزا صاحب نے) لکھا ہے کہ میں نے کوئی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا۔" (الفضل جلد ۵ شمارہ ۱۳' ص ۴' مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء)

گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری تو اس جماعت میں داخلہ کے شرائط میں سے ہے ۱۷ر ستمبر ۱۹۱۹ء کو گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں ۵۱ سر کردہ قادیانی حضرات نے ایڈورڈ میکلگن گورنر پنجاب کو سپاسنامہ پیش کیا جس میں اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ "جناب جماعت احمدیہ کو ملک معظم کا نہایت وفادار اور سچا خادم پائیں گے کیونکہ وفاداری گورنمنٹ جماعت احمدیہ کی شرائط بیعت میں سے ایک شرط رکھی گئی ہے اور بانی سلسلہ نے اپنی جماعت کو وفاداری حکومت کو اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ اس کی (۸۰) کتابوں میں کوئی کتاب بھی نہیں جس میں اس کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔" (الفضل قادیان ج ۷' نمبر ۴۸ ص ۱۲' مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

مرزا آنجہانی کی ان ہدایت کے پیش نظر اس جماعت نے ہمیشہ برطانوی سامراج سے وفادار' ہمدردی' اور خدمت گزاری کا فریضہ انجام دیا اور اپنے آقائے نعمت انگریز کے زیر سایہ پروان چڑھتے رہے۔

(۳) ۱۹۰۵ء کے لگ بھگ جب بنگال وغیرہ میں استخلاص وطن کی سرفروشانہ تحریکیں اٹھیں اور ایوان برطانیہ میں کھلبلی مچی تو مرزا آنجہانی نے اپنی جماعت کو تاکیدی نصیحت کی کہ:

"چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان طبائع میں پیدا ہوجائے گا اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً" سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات' ص ۵۸۲-۵۸۳' ج ۳)

(۴) جنگ عظیم اول میں برطانوی سامراج کے لئے قادیانی جماعت کی خدمات:

پہلی جنگ عظیم جو ۲۸ جون ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی اور ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو ایک عیارانہ اعلان صلح پر ختم ہوئی اس زمانہ میں ملک کے سرکردہ لیڈران حریت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ' شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ' امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ' مولانا محمد علی جوہرؒ' مولانا حسرت موہانیؒ وغیرہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں تھے اور نظربندی کی زندگی گزار رہے تھے اور اسی طرح کابل میں راجہ مہندر پرتاپ کی صدارت میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مولانا برکت اللہ بھوپالیؒ وغیرہ حکومت موقتہ آزاد ہند قائم کررہے تھے' اس زمانہ میں قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود انگریزوں کی بے نظیر خدمات انجام دے رہا تھا۔ جنگ شروع ہوتے ہی قادیانی اخبار و جرائد نے برطانوی سامراج کی مدح و توصیف اور ان کی جانی و مالی امداد کے پر زور اعلانات شائع کئے' اور ترکی کے خلاف نہایت مکروہ پروپیگنڈہ شروع کردیا۔ اس جنگ میں قادیانی جماعت کی خدمات کا سرسری اندازہ مندرجہ ذیل اقتباسات سے لگائیں:

(الف) مرزائی سربراہ بشیرالدین محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت ایک جنگ ہوئی تھی اور اب بھی ایک جنگ شروع ہے مگر وہ جنگ اس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی تھی اس وقت کی حضرت مسیح موعود کی تحریریں موجود ہیں اس وقت گورنمنٹ کے لئے چندے کئے گئے مدد دینے کی تحریکیں کی گئیں' دعائیں کرائی گئیں' آج بھی ہمارا فرض ہے کہ ایسا ہی کریں۔" (الفضل ج ۵' نمبر ۱۳ ص ۷' مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء)

(ب) ایک جگہ اپنی جماعت کو اس جنگ میں شرکت کے لئے ترغیب کے طور پر لکھتا ہے "اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہوکر جنگ (یورپ) میں چلا جاتا۔" (انوار خلافت ص ۹۶' مصنفہ مرزا محمود)

(ج) اس جنگ کی تیسری سالگرہ پر ۴ اگست ۱۹۱۷ء کو ایک دعائیہ جلسہ قادیان میں منعقد کیا گیا اس میں مرزائی سربراہ مرزا محمود نے کہا کہ "احمدی کبھی اپنی مہربان گورنمنٹ کے برخلاف نہیں ہوں گے اور خدا کے فضل سے احمدیوں نے موجودہ جنگ میں جس کو آج پورے تین سال ہوگئے ہیں اپنی بساط سے بہت بڑھ کر تن من دھن سے حصہ لیا ہے۔" (الفضل ج ۵' ص ۱۲' مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۱۷ء)

(د) مارچ ۱۹۱۷ء میں برطانوی جنرل مسٹر منٹیلے ماڈے نے عراق اور بغداد پر برطانوی تسلط جمالیا اس سقوط بغداد کے سانحہ پر الفضل قادیان نے خوشی کے شادیانے بجائے اور لکھا:

"میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات پر غور و فکر کرنے کے عادی ہیں ایک مژدہ سناتا ہوں کہ بصرہ اور بغداد کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لئے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوتی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں

برس کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں آج ۱۳۳۵ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آگئی ہیں۔" (الفضل قادیان ۱۰ تا ۱۳ اپریل ۱۹۱۷ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۷۸)

عراق کے سامراجی تسلط میں آنے پر مرزا محمود نے اپنے خطبہ میں کہا کہ:

"عراق کی فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔" (الفضل قادیان ۳۱ اگست ۱۹۱۷ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ۷۸)

(ہ) ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو گورنر پنجاب کی خدمت میں ۵۱ سرکردہ لیڈروں کی طرف سے ایک سپاسنامہ دیا گیا اس میں لکھا کہ:

"ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ایسے خطرناک دشمن کے حملہ کے مقابلہ میں گورنمنٹ برطانیہ کو فتح عطا کی.... ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہماری جماعت کو بھی اس نازک وقت میں جبکہ برٹش گورنمنٹ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی تھی اور اس کے بعد جبکہ اسی جنگ کے نتائج کے طور پر اسے خود اندرون ملک اور سرحد پر بعض خطرات کا سامنا ہوا۔ اپنی طاقت اور اپنے ذرائع سے بڑھ کر خدمات کا موقعہ دیا۔" (الفضل قادیان ص ۱۳ تا ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

(و) نومبر ۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم کے اندر برطانیہ اور اس کے اتحادیوں نے فتح حاصل کرلی جرمنی نے جنگ بندی کا اعلان کردیا۔ ترکی سلطنت تباہ ہوگئی جس پر ہندوستان کے طول و عرض میں ترکی کی تباہی پر آنسو بہایا جارہا تھا احتجاجی جلسے کئے جارہے تھے۔ چندہ جمع کیا جارہا تھا۔ نوجوان انگریزوں پر سیاسی دباؤ ڈالنے کے لئے گرفتاریاں دے رہے تھے' اور قادیان میں جشن فتح کا چراغاں کیا جارہا تھا اور خوشی کے جلسے ہورہے تھے ایک جلسہ کی کارروائی ملاحظہ کریں:

"۱۳ تاریخ (نومبر) جس وقت جرمنی کے شرائط صلح منظور کرلینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہوجانے کی اطلاع قادیان پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کرگئی جس نے اس خبر کو سنا نہایت شاداں و فرحاں ہوا' دونوں اسکولوں' انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کردی گئی بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض کے لئے نہایت فائدہ بخش ہوا' حضرت خلیفہ المسیح ثانی کی طرف سے مبارک باد کے تار بھیجے گئے' اور حضور نے پانچ سو روپے اظہار مسرت کے طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا کہ آپ جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں پیشتر ازیں چند روز ہوئے ترکی اور اسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور نے پانچ ہزار روپے جنگی اغراض کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا۔" (الفضل قادیان ۲۳ نومبر ۱۹۱۸ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۸۷-۸۸)

(ز) ۱۳ تا ۱۶ دسمبر ۱۹۱۹ء گورنمنٹ نے جشن فتح کا اعلان کیا جو گورنمنٹ کے زیر اہتمام منایا گیا' خلافت کمیٹی اور کانگریس نے اس جشن فتح کا بائیکاٹ کیا جبکہ قادیانیوں نے بڑے دھوم دھام سے چار دن جشن فتح منایا جس میں اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۹ء کے اعلان کے مطابق ہر رنگ اور طریق سے خوشی اور مسرت کے اظہار کا سامان فراہم کیا گیا۔

(۵) جلیاں والہ باغ:

۱۳ ر اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر میں ایک زبردست سانحہ پیش آیا جو آزادی ہند کی تاریخ میں سانحہ جلیاں والہ باغ سے مشہور ہے اور جس کو آزادی کی جنگ میں ایک سنگ میل سمجھا جاتا ہے جنرل ڈائر نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے اس مشترکہ جلسہ میں شریک جنگ آزادی کے متوالوں پر ۱۶۵۰ راؤنڈ گولی چلوا کر ۳۷۹ جانبازوں کو بھون دیا اور ۱۲۰۰ زخمی ہوگئے۔ اس قیامت خیز سانحہ پر سارا ملک سراپا احتجاج بن گیا ہر چہار طرف صف ماتم بچھ گئی اس انسانیت سوز حادثہ پر بھی قادیانیوں کو کچھ ملال نہ ہوا بلکہ اس کو اپنی فتح سے تعبیر کیا۔ ابوالبشیر عرفانی سیرت مسیح موعود میں مرزائیوں کی مسرت کا اس طرح اظہار کرتا ہے:

"اسی امرتسر میں جہاں اس کے مرسل پر پتھر برسائے گئے تھے گولیوں کی بارش کرادی اور تاریخی طور پر یہ عزت بخش نظارہ ایک یادگار کے طور پر جلیان والہ باغ کی صورت میں قائم رہ گیا۔ احمق اور نادان اس قسم کے واقعات سے سبق اور عبرت حاصل نہیں کیا کرتے لیکن سنت یہی ہے کہ وہ اپنا عتاب اور عذاب مختلف صورتوں میں نازل کرتا ہے اور خصوصاً" ایسے اوقات میں کہ اہل قریہ بالکل غافل ہوجاتے ہیں۔" (سیرۃ مسیح موعود مرتبہ ابوالبشیر عرفانی' ص ۴۲۱)

(۶) تحریک خلاف و ترک موالات کی مخالفت:

۱۹۲۰ء تا ۱۹۲۲ء پورے ملک میں عدم تشدد اور ترک موالات کی تحریک زوروں پر تھی' انگریزی خطابات واپس کئے جارہے تھے' ولایتی مال کا بائیکاٹ کیا جاتا تھا' انگریزوں کی ملازمت کو خیرباد کیا جارہا تھا۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ انگریزی اسکولوں سے نکل کر الگ قومی کالج اور یونیورسٹیاں بنارہے تھے اور آزادی کے

متوالے گورنمنٹ برطانیہ کے قوانین توڑ کر جیلیں بھر رہے تھے۔ اس وقت بھی یہ سرکار پرست جماعت کاسہ لیسی' خوشامد اور اظہار وفاداری میں مصروف نظر آتی ہے اور برطانوی سامراج کے شانہ بشانہ اس تحریک کو کچلنے کے لئے پوری طاقت صرف کرتی دکھائی دیتی ہے ملاحظہ فرمائیں:

(الف) اپریل ۱۹۲۰ء میں قادیانی جماعت کی طرف سے برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران کو ایک خط بھیجا گیا جس میں لکھا ہے کہ:

"ہم ان پر آشوب ایام میں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس جماعت کے سیاسی خیالات سے آگاہ کردیں اپنی حکومت کا وفادار رہنا اور ان پر خدا کی رحمت چاہنا اس کے اصولوں میں سے ایک ہے۔" (الفضل قادیان ۱۲ اپریل ۱۹۲۰ء)

(ب) ۲۳ جون ۱۹۲۱ء کو شملہ میں وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ کو قادیانی جماعت نے سر ظفر اللہ قادیانی کی قیادت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں اپنی وفاداری کا اعادہ کرکے اپنی خدمات پیش کیں لکھا کہ:

"ہم جنت کو ہندوستان میں ملک معظم کا سب سے بڑا قائم مقام سمجھ کر یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم ہر ممکن اور جائز طریقے سے جناب کے ارادوں اور تجویزوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔" (الفضل قادیان ۴ جولائی ۱۹۲۱ء)

(ج) ۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز کے ہندوستان آنے کے موقعہ پر قادیانی سربراہ مرزا محمود نے ایک کتاب "تحفہ شہزادہ ویلز" مرتب کیا جس میں اپنی جماعت کی تمام تر وفاداریوں اور برطانوی سامراج کے لئے خدمات کا ذکر کرکے آئندہ کے لئے اظہار وفاداری کا اعادہ کیا۔ اس تحفہ کو قادیانی جماعت کے ۳۲۲۰۸ ممبروں نے ایک ایک آنہ جمع کرکے ایک مرصع رو پہلی کشتی میں پیش کیا جس کی ابتداء میں شہزادہ کو مبارکباد دینے کے بعد لکھا کہ:

"وفادار ہے اور انشاء اللہ وفادار رہے گی۔" (تحفہ شاہزادہ ویلز ص ۱)

اور اسی موقعہ پر ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء کو ۴۰ سرکردہ قادیانیوں نے گورنمنٹ پنجاب کے وساطت سے شہزادہ کو ایک ایڈریس دیا جس میں لکھا کہ:

"ہماری جماعت باوجود اپنی کمزوری' ناطاقتی اور قلت تعداد کے ہروقت جناب کے اپنا مال و جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔" (تحفہ شاہزادہ ویلز' ص ۱۰۰)

(۷) ۱۹۳۰ء.....۱۹۳۲ء کی تحریک سول نافرمانی کے خلاف قادیانی جماعت کی خدمات:

۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۲ء میں آزادی کے متوالوں نے برطانوی حکومت کے آرڈی نینسوں کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلائی جس میں لاکھوں مجاہدین وطن جیل گئے' چھ چھ مہینہ' سال سال بھر' اور دو دو سال کی سزائیں جھیلیں' اس تحریک کی بھی اس برطانوی پروردہ جماعت نے پوری قوت سے مخالفت کی' ملاحظہ فرمائیں:

(الف) قادیانی سربراہ مرزا محمود اپنے خطبہ جمعہ میں بیان کرتا ہے کہ:

"میں نے پھر بھی کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا اگر میں اس وقت الگ رہتا تو یقیناً" ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کرجاتی۔" (اخبار الفضل قادیان ۲۸ مئی ۱۹۳۱ء)

(ب) ناظر امور خارجہ قادیان نے اس تحریک کے آغاز پر اپنی بیرونی جماعتوں کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں لکھا کہ:

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہئے اور کانگریس کے اثر کو بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان) میں اطلاع دیں۔" (اخبار الفضل قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء)

(ج) ۱۹۳۵ء میں مرزا محمود نے اپنی جماعت کی خدمات بیان کرتے خطبہ جمعہ میں بیان کیا کہ:

"اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگریس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی گزشتہ گاندھی مومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کرکے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے' اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کرسکتے ہیں کہ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں اعلیٰ مشورے ہم نے دیئے جس میں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔" (الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۸) دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء میں قادیانی جماعت کی برطانوی حکومت کے لئے خدمات:

یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو برطانیہ نے ہندوستان کو بھی اس جنگ میں شامل کرلیا' یہ جنگ ۱۹۴۵ء تک جاری رہی ہندوستان کی تمام جماعتوں نے جو آزادی کے لئے کوشاں تھیں اس جنگ میں برطانوی امپریلزم کو کسی طرح کی امداد دینے سے باشندگان وطن کو روکا جس کی پاداش میں جیل کی سلاخوں میں ڈالے گئے' یہی وقت تھا جب آزادی کی فیصلہ کن جنگ ہورہی تھی' ۱۹۴۲ء میں کوئٹ انڈیا تحریک نے ملک کو آزادی کے آغوش تک پہنچادیا۔ اس موقعہ پر بھی انگریزوں کی یہ نمک حلال جماعت اپنی وفاداری کا ثبوت دیتی رہی اور آزادی وطن کی اس کوشش کو بھی

بار آور نہ ہونے کے لئے بھرپور کوشش کی تاریخ احمدیت کا مولف دوست محمد شاہد قادیانی لکھتا ہے کہ:

"مرزا شریف احمد نے ہندوستان کے طول و عرض سے بھرتی کے لئے قادیانیوں کو جمع کیا اور جنگی اغراض کے لئے چندہ اکٹھا کیا ۱۷ ہزار آدمیوں کو بھرتی دی گئی جن کا سالانہ چندہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گیا۔"

اور آگے لکھتا ہے کہ:

"احمدی سپاہیوں نے اندرون ملک اور ملک کے باہر مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں فرض شناسی' شجاعت اور بہادری کے خوب جوہر دکھائے اس دوران انہیں ہانگ کانگ وغیرہ علاقوں میں ہندوستانی فوجیوں کی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا اور جاپان کی قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنا پڑیں۔" (تاریخ احمدیت جلد نہم ص ۳۳۱ بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۴۹)

(۹) آزاد ہند فوج کی سرگرمیوں کے خلاف قادیانی جماعت کا کارنامہ:

دوسری جنگ عظیم چھڑنے کے بعد ۱۹۴۲ء بابو سبھاش چندر بوس اور موہن سنگھ نے آزاد ہند فوج (انڈین نیشنل آرمی) بنا کر ہندوستانیوں کو انگریزوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار کیا۔ تاکہ برطانیہ کو ہندوستان سے نکالا جاسکے اس جدوجہد آزادی کے خلاف قادیانی مبلغ ایاز نے بڑی جانفشانی کی' الفضل قادیان کے الفاظ میں اس کی تفصیل مذکور ہے چند اشارے ملاحظہ فرمائیں:

"۱۹۴۲ء کے شروع میں جب جاپانی سنگاپور آئے تو پروپیگنڈہ شروع ہوا کہ ہندوستانی فوجیوں کی ایک فوج بنائی جائے اور جاپانیوں سے امداد لی جائے ماہ مئی کے قریب موہن سنگھ نے (انڈین نیشنل آرمی) بنائی اور لیگ بنائی جو فوجی اس کے مخالف تھے انہوں نے کیمپوں کو چھوڑ کر اندرون شہر میں پناہ لینی شروع کی اور کئی دوست مولوی ایاز صاحب سے امداد کے طالب ہوئے........ آپ نے اس کی سرگرم مخالفت شروع کردی اس پر حامیان آئی این اے اور جاپانی جناب مولوی صاحب کے درپے آزار ہوگئے تمام افراد جماعت کو طرح طرح سے تنگ کیا گیا ایک دفعہ مولوی صاحب کو ایک کیمپ میں مخالفانہ پروپیگنڈہ کرنے کی وجہ سے گرفتار کرلیا گیا کافی دن مقدمہ چلتا رہا لیکن جب تک کوئی خلاف فیصلہ ہو اللہ تعالیٰ نے موہن سنگھ کا ہی فیصلہ کردیا' اور آئی این اے کے ریکارڈ جلادیئے گئے' جاپانیوں نے دوبارہ فوجیوں کو پی او ڈبلیو' کیمپوں میں بھیج دیا سویلین منتشر کردیئے گئے اس کے بعد جب راش بہاری بوس اور سبھاش چندر بوس کی کوششوں سے آئی اے این پی اور اس تحریک نے بہت قدم پھیلائے تو مولوی صاحب موصوف نے بھی اپنی مخالفت کو تیز کردیا۔ کونسل تک میں سوال اٹھایا گیا کہ غلام حسین ایاز جو سخت خلاف پروپیگنڈہ کررہا ہے اور اتنا مخالف ہے کیا وجہ ہے ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا...... مولوی صاحب نے پی او ڈبلیو کی سامان خوراک کپڑوں اور نقدی کے ساتھ مقدور بھر امداد کی جو جاپانیوں کی نظر میں خطرناک جرم تھا' اور آئی این اے کے ایک سرگرم ممبر اور افسر کو اپنی ساتھ ملاکر آئی این اے کے اندر مخالفین کا جتھہ تیار کیا' وغیرہ وغیرہ۔" (الفضل قادیان ۶ فروری ۱۹۴۶ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ۱۴۸ تا ۱۴۹)

مؤلف تاریخ احمدیت نے قادیانی جنگی قیدیوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

"مولوی ایاز پر بہت سختیاں کی گئیں ہر روز مولوی صاحب کے خلاف رپورٹیں پہنچتی رہتی تھیں اور ہروقت جاپان ملٹری پولیس اور سی آئی ڈی مولوی صاحب کے پیچھے لگی رہتی تھی۔" (تاریخ احمدیت جلد ہشتم ص ۲۰۶ بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۵۰)

مختصر طور پر نو عنوانات کے تحت جدوجہد آزادی کے خلاف قادیانی جماعت کی سرگرمیوں اور برطانوی سامراج کے ساتھ وفاداریوں کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے اس سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے کہ آزادی ملک میں اس کا کوئی مثبت کردار نہیں۔ اس لئے جشن آزادی کی پچاسویں سالگرہ پر اس برطانوی جماعت کا جشن آزادی منانا انتہائی بے شرمی اور ڈھٹائی ہے۔۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

بقیہ: روزے

کام دے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزہ: صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں' روزہ انسان کے تزکیہ نفس کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے' جسمانی طور پر بھی اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ روزوں کے بعد جسم میں چستی' پھرتی آجاتی ہے اور سستی کاہلی سے نجات مل جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان ہے کہ یہ ذریعہ بتاکر اس پر عمل کی تلقین کی اور خوش قسمت ہیں وہ جن کو احسن طور پر اس کی توفیق ملے۔ اس لئے بندے کو اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اس مہینہ میں خلوص دل سے احکام خداوندی پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ نیکیاں جتنی سمیٹ سکے سمیٹ لے' اور بدیوں سے بچے' قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ سے زیادہ کرے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد سرانجام دے اور اپنے خاتمہ بالخیر کی استدعا کرتا رہے' ورنہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس کو کسی کے بھوکا پیاسا رہنے کی ضرورت ر خوشی نہیں۔

بابو شفقت قریشی سہام

اِستقبالِ رمضانُ المبارک

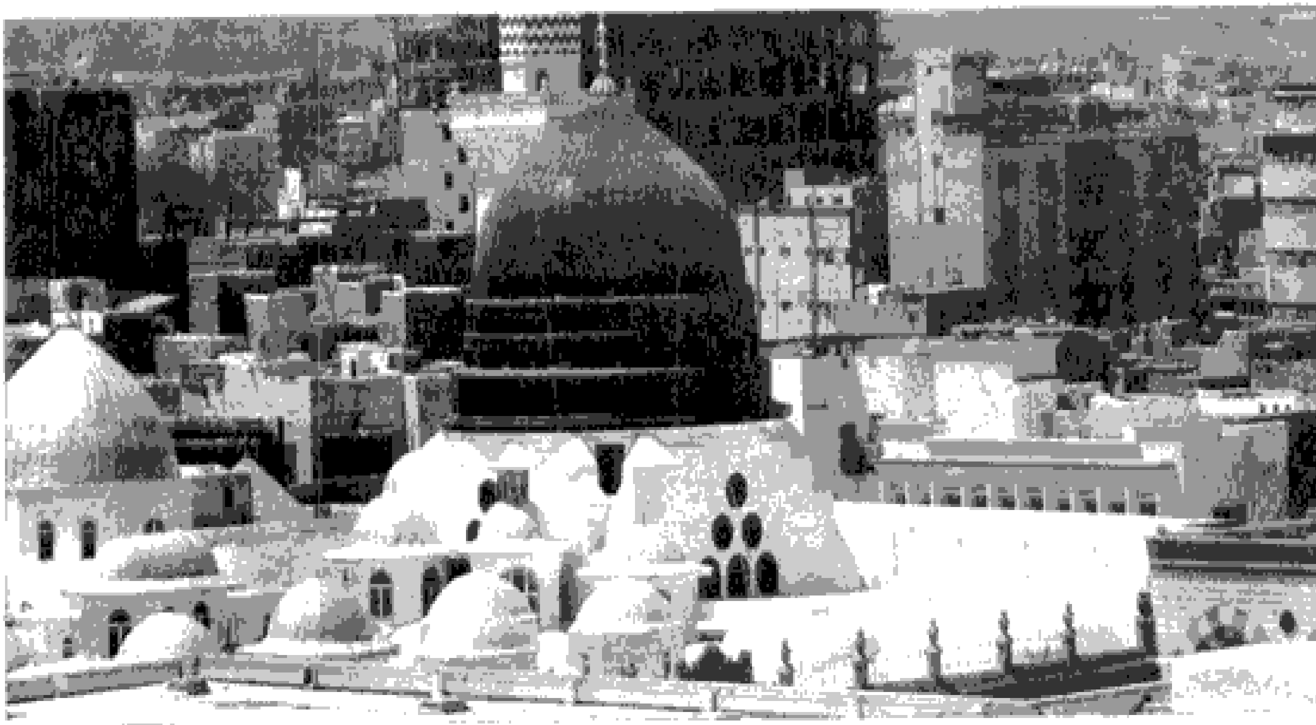

رمضان المبارک کے بابرکت اور عظمت والے مہینے کا استقبال کرنا اور اس کی گوناگوں برکتوں سے جھولیاں بھرنا اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ اس کی بیش قیمت گھڑیوں میں احکام الٰہی کی پوری تعمیل کی جائے۔ اور اس کے قیمتی اوقات کو ضائع نہ کیا جائے' اس ماہ مبارک میں فرض ہونے والے روزوں کو صحیح معنوں میں نفسانی حملوں کے مقابلے میں ڈھال اسی صورت میں بنایا جاسکتا ہے' جب اس کی پوری شرائط' احکام اور آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔

رمضان المبارک اسلامی کیلنڈر کا نواں برکت اور عظمت والا مہینہ ہے' اس میں بارگاہ الٰہی سے رحمتوں اور برکتوں کی چھم چھم بارشیں ہوتی ہیں۔ اس ماہ مقدس کی ہر ہر گھڑی انوار اور تجلیات سے بھری ہوتی ہے رب کریم کے خزانے عطاء کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ مانگنے والے گوہر مراد سے اپنے دامن بھر بھر کے تھک سکتے ہیں لیکن رب ذوالجلال کی عطا اور بخشش میں کوئی کمی نہیں آتی کیونکہ اس کی رحمت اور عنایات کا دریا بیکراں ہے۔ رمضان المبارک کا پورا مہینہ ایک مومن کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور پورا اترنے والے کو نوازشات سے نوازا جاتا ہے۔ اس ماہ مبارک کی فضیلت اور عظمت کی جہاں اور بہت سی وجوہ ہیں وہاں سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں قرآن کریم کا نزول ہوا جو پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی آمد سے پہلے لوگوں کو اس کی فضیلت اور عظمت کے بارے میں آگاہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! تم پر ایک عظیم برکت والا مہینہ سایہ فگن ہورہا ہے۔" جس مہینے کی افضلیت اور عظمت کے بارے میں خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ فرمائیں اس سے بڑھ کر کسی تصدیق کی ضرورت بھلا کس طرح پڑسکتی ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان میں ایک خطبے میں ارشاد فرمایا "جو شخص رمضان کے مہینے میں کوئی نفلی عبادت کرے وہ ایسی ہے جیسے رمضان کے علاوہ دنوں میں فرض عبادت کی' اور جو اس مہینہ میں فرض ادا کرے ایسا ہے جیسے اس نے ستر فرض ادا کئے' یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے' یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے اور اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھتا ہے" ماہ رمضان کے پہلے عشرے میں رحمت' دوسرے میں بخشش اور تیسرے عشرے میں جہنم سے نجات کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی عظمت یوں بیان فرمائی ہے "رمضان کا مہینہ آگیا ہے' اس میں اللہ تعالیٰ تم

کو اپنے کرم میں ڈھانپ لیتے ہیں اور اپنی خاص رحمت نازل فرماتے ہیں' تمہاری خطائیں معاف کرتے ہیں' دعائیں قبول فرماتے ہیں' نیکیوں کے شوق و تمنا کو ملاحظہ کرتے ہیں اور تم پر اپنے فرشتوں میں فخر کرتے ہیں' سو اللہ تعالیٰ کو اپنی نیکی دکھلاؤ بے شک بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینے میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے" رمضان المبارک کی عظمت اور تقدس کی جہاں اور کئی وجوہات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ اس میں روزے رکھنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے اس کو لازم ہے کہ اس کے پورے مہینے کے روزے رکھے۔" (سورۃ البقرہ ۱۸۵)

روزہ انسان کو دینی' مادی' روحانی' اخلاقی اور نفسیاتی گویا ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جہاں اس کے اور کئی مقاصد ہیں وہاں تزکیہ نفس بھی ہے اور بلاشبہ روزہ نفسانیت کے زہر کو مارتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص ایماندار ہو اور رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مہینوں میں بھی بہت صدقہ خیرات کیا کرتے تھے لیکن رمضان کے مہینے میں جود و سخا پہلے سے کئی گنا زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ خصوصاً اس وقت جب جبرئیل امین علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی۔ جہاں اس ماہ مبارک میں روزہ رکھنے' عبادت کرنے اور ہر طرح کے برے کاموں سے بچنے کا بے حد اجر و ثواب ہے وہاں غریبوں اور محتاجوں کی دستگیری اور صدقہ خیرات کرنے کا بھی بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

رمضان المبارک میں عبادت کرنے کی فضیلت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی ہے "جس نے ایمان کے پیش نظر اللہ سے ثواب لینے کی خاطر رمضان میں قیام کیا اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں" رمضان المبارک کی راتوں کو نماز تراویح کی صورت میں بھی قیام کیا جاسکتا ہے۔ اس نماز میں قرآن پاک سننے کا موقع بھی میسر آتا ہے جو اسی مبارک مہینہ میں نازل ہوا تھا۔ خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جن کو رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "رمضان میں عمرہ کرنا میرے ہمراہ حج کرنے کے برابر ہے۔"

باقی گیارہ مہینوں میں بھی بھلائی کرنے' برائی سے بچنے' اپنی خواہشات اور جذبات کو قابو میں رکھنے کی بے حد ضرورت ہے۔ کیونکہ نفس کی خواہشوں کو جس حد تک پورا کرنے کی اللہ پاک نے اجازت دی ہے انہی کے اندر رہ کر ان کی تکمیل کرنی چاہئے۔ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنے کا اہم مقصد یہ ہے کہ روزہ دار میں تقویٰ پیدا ہو۔ خدانخواستہ روزہ رکھنے کے باوجود اگر کوئی جھوٹ فریب' دھوکہ دہی' اور حق تلفی وغیرہ جیسی برائیوں سے نہ بچ سکا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ رمضان المبارک کی برکات سے وہ شخص محروم رہ گیا۔

••

رمضان المبارک

یہ رمضان ہے برکتوں کا مہینہ
ہے عرش بریں تک رسائی کا زینہ
نہ یہ بحر عصیاں میں ڈوبے الٰہی
بہت ناتواں ہے ہمارا سفینہ
تلاوت ہو قرآن کی بھی بکثرت
یہ ہے رحمتوں برکتوں کا دفینہ
نہیں صرف روزہ غذا روح کی ہی
بدن کی شفاء کا بھی ہے یہ خزینہ
شب قدر انعام اس ماہ کا ہے
ملے خوش نصیبی سے ہی یہ نگینہ
نہ روزے سے ہو دوسروں کو بھی روکے
وہ ہے شکل انسان میں شیطان کمینہ
مبارک کی بھی اس مہینے میں سن لے
اسے ہے تمنائے دید مدینہ

ڈاکٹر مبارک بقاپوری' کراچی

رمضان کے روزے

ڈاکٹر مبارک بقاپوری

روزہ : اسلام کے پانچ ارکان میں سے چوتھا رکن ہے اور اس کا حکم قرآن مجید میں ان الفاظ میں آیا ہے کہ "روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں کہ جیسے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔" ماہ رمضان کا چاند دکھائی دینے کے بعد سے روزے شروع ہوتے ہیں اور شوال کا چاند دکھائی دینے کے بعد یہ روزے ختم ہوجاتے ہیں۔ عیسائی لوگ جو روزہ رکھتے ہیں وہ چوبیں گھنٹے کا ہوتا ہے اور وہ سحری نہیں کھاتے' اس لئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سحری کھانے کی خاص طور پر تلقین فرمائی ہے۔ اگر سحری پر کھانا میسر نہ ہو تو یہ روزہ نہ رکھنے کا عذر نہیں' پانی پی کر روزہ رکھے یا بغیر کھائے پیئے روزہ رکھے۔

طریق : رمضان کے روزہ کے لئے ایک دن پہلے روزہ رکھنے کی نیت کی جاتی ہے جو عربی کے ان الفاظ میں ہے **وبصوم غدٍ نویت من شہر رمضان** "میں نے رمضان کے مہینہ میں کل کے روزہ کی نیت کی۔" اگر عربی نہ آتی ہو تو اپنی زبان میں نیت کرے' اگر ایک دن پہلے نیت نہ کرسکے تو سحری کے کھانے تک کسی وقت نیت کرلے' یا تو گزشتہ عشاء کی نماز کے بعد تراویح کے نفل پڑھے یا صبح تہجد سحری کھانے سے پہلے پڑھے' صبح صادق سے پہلے سحری کھائے پھر شام تک کچھ نہ کھائے نہ پیئے۔ سورج غروب ہونے پر کسی حلال کھانے پینے کی چیز سے روزہ افطار کرے اور یہ دعا پڑھے **اللھم لک صمت وبک امنت وعلیک توکلت وعلی رزقک افطرت** "اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیرے رزق پر میں نے افطار کیا۔" اگر کسی کو عربی نہ آتی ہو تو اپنی زبان میں دعا کرلے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر افطاری کرے۔

سحری : حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "سحری دیر سے کھائی جائے' یہ نہ ہو کہ آدمی رات کو اٹھ کر کھانا کھایا اور سو گئے۔" حکمت یہ ہے کہ بھوک پیاس کا جسم پر کم سے کم اثر ہو' اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ صبح اذان سے دو تین منٹ پہلے سحری کھانی شروع کی اور کھاتے چلے گئے' یا ان کی طرح جو اذان فجر کا انتظار کرتے رہے اور اذان ہونے پر سحری کھانا شروع کی۔ نتیجتاً" ایک دن سوئے رہے اور فجر کی نماز بھی وقت پر نہ پڑھ سکے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جو حدود مقرر ہوں ان کے قریب نہ جاوے تو اچھا رہتا ہے **تلک حدود اللہ فلا تقربوھا**

افطاری : حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم افطاری جلد کرنے کی تلقین فرماتے' اور سورج غروب ہونے کے فوراً" بعد افطاری فرماتے' افطاری کسی بھی حلال کھانے پینے کی چیز سے کی جاتی ہے کھجور سے افطاری کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ دوسرے روزہ دار خاص طور پر غریب مسکین روزہ دار کا روزہ افطار کراتا کار ثواب ہے لیکن یہ رسم یا باعث نمائش چیز نہیں۔

مرض اور سفر : میں روزہ نہ رکھنے کا ارشاد قرآن مجید میں ہے' مرض کے لئے انسان کو خود صدق دل سے اپنا محاسبہ کرنا چاہئے' آج کل کے سفر آرام دہ ہوتے ہیں تکلیف دہ نہیں۔ اس لئے اس کا بھی خیال رکھ لینا چاہئے' جس شخص کا سفر ملازمت کے فرائض میں شامل ہو وہ روزہ رکھے' بوڑھا ضعیف یا ایسا دائم المریض جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا۔ اور جو خود ہی غریب مسکین ہو کہ وہ کھانا کھلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ حاملہ یا بچے کو دودھ پلانے والی پر روزہ نہیں۔ وہ فدیہ ایک مسکین کا کھانا دے۔ بچوں کو روزہ نہ رکھوانا چاہئے' ہاں بلوغت کے قریب چند روزے شوق پیدا کرنے کے لئے رکھوائے جاسکتے ہیں۔ بلاعذر روزہ توڑنے کا کفارہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا ہے' عذر سے چھوڑے ہوئے روزے اگلے سال کے رمضان سے پہلے پورے کرنے ہوتے ہیں۔

مندرجہ ذیل : سے روزہ نہیں ٹوٹتا' سر یا بدن پر تیل لگانا' مسواک یا برش کرنا' خوشبو لگانا' غسل کرنا' کلی کرنا' آنکھوں میں سرمہ رات کو لگائے' خود بخود قے ہوجانا' احتلام ہونا' پیشاب پاخانہ کرنا' پیٹ سے ہوا کا خارج ہونا یا بھول کر کچھ کھاپی لینا۔

مندرجہ ذیل : سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' عمداً" کھاپی لینا اس کا کفارہ مسلسل دو ماہ کے روزے ہیں۔ ارادہ سے قے کرنا' بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھنا چاہئے یا روزہ دار اچانک بیمار ہوجائے تو روزہ کھولنا اس کے لئے عذر ہے' بنیادی طور پر اگر جسم میں کسی بھی ذریعہ سے کوئی چیز داخل کی جاوے جو کہ غذا کا

زکوۃ کا حساب کرنے کا آسان طریقہ

مولانا محمد اشرف قریشی

زکوۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر نبی کریم ﷺ کے زمانے تک ہر امت پر یہ فرض رہی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خطاب کرکے فرمایا "ان (مسلمانوں) کے مالوں میں صدقہ لیجئے' اس سے آپ انہیں پاک کیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے' بے شک آپ کی دعا ان کے لئے سکون و طمانیت کا باعث ہے"۔ جس مال کی زکوۃ دے دی جاتی ہے وہ مال پاک ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن وبال نہیں بنتا جبکہ جس مال کی زکوۃ ادا نہ کی جائے وہ دنیا و آخرت میں رسوائی و عذاب کا سبب بنتا ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ زکوۃ کے احکام کو اچھی طرح سمجھے اور جس پر زکوۃ واجب ہو وہ اپنی خوش دلی سے زکوۃ ادا کرے۔ زکوۃ ہر مسلمان پر واجب نہیں ہے بلکہ صرف پانچ قسم کے اموال پر زکوۃ واجب ہے۔

- سونا
- چاندی
- کرنسی
- مال تجارت
- چرنے والے جانور۔

مال تجارت سے مراد ہر وہ مال ہے جو فروخت کرنے کے لئے خریدا ہو اور فروخت کی نیت تاحال باقی ہو۔

چرنے والے جانوروں کی زکوۃ مستقل تفصیل ہے' ضرورت کے وقت کسی مستند مفتی سے پوچھ لی جائے۔ بقیہ مذکورہ چار اموال زکوۃ کی وہ کم از کم مقدار جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے وہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی مالیت ہے اور یہ نصاب ہے۔

جب کوئی مسلمان پہلی دفعہ نصاب کا مالک بن جائے تو اس دن جو قمری تاریخ ہو اسے اہتمام سے لکھ لیا جائے پھر آئندہ سال اسی قمری تاریخ کو بھی اگر وہ نصاب کا مالک ہو اور درمیان سال اس کی ملکیت میں موجود قابل زکوۃ مال صفر نہ ہوا ہو بلکہ کچھ نہ کچھ اس کی ملکیت میں رہا ہو تو یہ قمری تاریخ اس پر زکوۃ واجب ہونے کے لئے متعین ہو گئی۔ لہٰذا اس تاریخ کو وہ اپنی ملکیت میں موجود تمام قابل زکوۃ مال کی پوری تفصیل سامنے رکھ کر اس کی زکوۃ دے خواہ کچھ مال اس کی ملکیت میں ایک دن پہلے آیا ہو۔ اور پھر ہر سال اس تاریخ کو زکوۃ کا حساب کرتا رہے' یہ تاریخ اس کے لئے متعین ہو گئی۔ واضح رہے کہ ہر مال پر سال گزرنا شرط نہیں ہے بلکہ صرف اتنا ضرور ہے کہ پہلی دفعہ صاحب نصاب ہونے کے بعد جب ایک قمری سال گزرے تب بھی صاحب نصاب ہو اور دوران سال مال بالکل ختم ہوا ہو خواہ نصاب سے کم ہو گیا ہو۔ زکوۃ واجب ہونے کی تاریخ کی بڑی اہمیت ہے لہٰذا اس تاریخ کو خصوصی طور پر محفوظ رکھا جائے اور اسی تاریخ کو زکوۃ کا حساب کیا جائے۔ اگر کسی نے تاریخ طے نہیں کی ہوئی ہے اور وہ زکوۃ ادا کرتا رہتا ہے تو اب کوئی ایک تاریخ طے کرلے اور پھر اس میں کوئی تبدیلی نہ کرے۔ طے شدہ تاریخ کو اس کی جو مالی حالت ہوگی اس کے اعتبار سے اس پر زکوۃ واجب ہوگی' اس تاریخ سے پہلے کی یا بعد کی مالی حیثیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔ خوب سمجھ لیا جائے۔

زکوۃ کا حساب کرنے کے لئے ایک چارٹ پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں ان تمام اموال کی تفصیل ہے جس پر زکوۃ واجب ہے۔ سونے' چاندی اور کرنسی کے علاوہ ہر وہ مال جسے فروخت کرنے کی نیت سے نہ خریدا ہو اس پر زکوۃ نہیں ہے خواہ وہ ضرورت و استعمال سے زائد ہو اور کتنی ہی مالیت کا ہو۔

زکوۃ واجب ہونے کی جو قمری تاریخ ہو وہ تاریخ چارٹ میں لکھ لی جائے۔ اس تاریخ کو ساڑھے باون تولہ چاندی کی جو مالیت ہو وہ نصاب کے خانے میں لکھ لیں۔ پھر اس چارٹ میں موجود اموال کو دیکھتے جائیں اور ان میں سے جو جو مال آپ کی ملکیت میں ہو اس کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت اس کے سامنے لکھتے جائیں۔ پھر ان سب کو جمع کرلیں۔ اس کے بعد مالی ذمہ داریوں پر نظر ڈالیں اور چارٹ کے مطابق جتنی مالی ذمہ داریاں ہوں وہ سب لکھ کر جمع کرلیں۔ پھر مجموعہ مالی ذمہ داریوں کو مجموعہ قابل زکوۃ مال میں سے تفریق کریں۔ تفریق کرنے کے بعد اگر بقیہ قابل زکوۃ مال نصاب کے بقدر یا اس سے زائد ہو تو اسے ۴۰ سے تقسیم کردیں۔ جو جواب آئے اتنی ہی زکوۃ آپ پر واجب ہے۔

زکوۃ کا خود تشخیصی فارم

نصاب = 52.5 تولہ یا 612.36 گرام چاندی یا اس کی مالیت

زکوۃ واجب ہونے کی قمری تاریخ

اس تاریخ کو ملکیت میں موجود قابل زکوۃ اثاثوں کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق موجودہ مالیت — روپے

1۔ سونا خواہ کسی بھی شکل میں ہو اور کسی بھی مقصد کے لئے ہو۔

2۔ چاندی خواہ کسی بھی شکل میں ہو اور کسی بھی مقصد کے لئے ہو۔

3۔ نقد رقم:

(الف) ہاتھ میں' بینک بیلنس' کسی کے پاس امانت'

(ب) غیر ملکی کرنسی اور پرائز بانڈز

(ج) مستقبل کے کسی بھی مقصد مثلاً" حج وغیرہ کے لئے جمع شدہ رقم'

(د) انشورنس پالیسی میں اپنی جمع شدہ رقم'

(ہ) قرض دی ہوئی رقم جبکہ قرض لینے والا اس کا اقرار کرے' کسی بھی مقصد کے لئے ایڈوانس دی ہوئی رقم جو اصل یا اس کا بدل واپس ملے گا بی سی (کمیٹی) میں جمع شدہ رقم' مکان/چیز تیار ہونے سے قبل اس کی بکنگ میں دی ہوئی رقم

(و) سرمایہ کاری مضاربت یا شراکت میں لگی ہوئی رقم' ہر قسم کے بچت سرٹیفکیٹس NIT یونٹس NDFC وغیرہ' حصص FEBC' پراویڈنٹ فنڈ کی وہ رقم جو اپنے اختیار سے کسی محکمے میں منتقل کرادی ہے۔

۔ فروخت کرنے کے لئے خریدا گیا سامان' جائیداد' حصص' خام مال

(ا) فروخت شدہ چیز کی قابل وصول رقم (Book Debts)

(ب) سامان تجارت کے عوض حاصل شدہ چیز

مجموعہ قابل زکوۃ مال' (مالی ذمہ داریاں)

(1) قرض (ادھار لی ہوئی رقم' ادھار خریدی ہوئی چیز کی قیمت' بیوی کا مہر جس کے ادا کرنے کی نیت' کمیٹی حاصل کرنے کے بعد بقیہ اقساط کی رقم)

(2) ملازمین کی تنخواہ جس کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے۔

(3) ٹیکس' کرایہ' یوٹیلٹی بلز جن کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے۔

(4) گزشتہ سالوں کی زکوۃ کی وہ رقم جو ادا نہیں کی گئی۔

مجموعہ مالی ذمہ داریاں	قابل زکوۃ صافی رقم	کل مملوکہ قابل زکوۃ مال کی مالیت — مجموعہ مالی ذمہ داریاں
قابل زکوۃ صافی رقم اگر نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو تو	قابل زکوۃ صافی رقم ÷ ۴۰	اصل واجب زکوۃ

زکوۃ کا مستحق: ہر وہ مسلمان جو ہاشمی نہ ہو اور اس کی ملکیت میں 52.5 تولہ چاندی یا اس کی مالیت کے بقدر سونا' نقد رقم' مال تجارت اور ضرورت سے زائد سامان انفرادی یا اجتماعی طور پر نہ ہو۔ زکوۃ اپنے والدین' اپنی اولاد' اپنی بیوی اور اپنے شوہر کو نہیں دی جا سکتی۔ زکوۃ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ زکوۃ کی نیت سے مستحق شخص کو رقم وغیرہ کا مالک بنا دیا جائے۔

مولانا عبداللطیف مسعود

شرعی پردہ اور اُس کے عوامل

سورۃ نور کی آیت ۳۰-۳۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے "اے میرے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اہل ایمان مردوں کو حکم فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں' اور اپنے ستر کی حفاظت کریں' یہ عمل و عادت ان کے حق میں نہایت پاکیزہ ہے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و افعال سے خوب واقف ہے' لہٰذا اس ضابطہ کو نظرانداز کرنے یا اس میں دانستہ کوتاہی کرنے پر خوب سزا دے گا اور اہل ایمان خواتین کو بھی حکم فرمادیں کہ وہ بھی اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت و نگہداشت رکھیں' اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں مگر جو ظاہر ہی ہو (اس کا چھپانا ناممکن یا مشکل ہو) اور انہیں چاہئے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں (دوپٹے کے دونوں پلو کندھوں پر نہ ڈالیں) اور اپنی زیبائش کا اظہار سوائے اپنے خاوند' اپنے والد' خاوند کے باپ' اپنے بیٹوں' شوہر کے بیٹوں' اپنے بھائیوں' بھائی کے بیٹوں' بھانجوں' اپنی خواتین' اپنے غلام باندی' اپنے ان ملازموں سے جو بے خواہش ہوں یا ان بچوں سے جو نسوانی معاملات سے بے خبر ہوں کے علاوہ کسی اور کے سامنے نہ کریں' نیز اپنے پاؤں زور سے بھی نہ ماریں تاکہ ان کا سنگھار معلوم ہوجائے۔ اے اہل ایمان! حسب دیانت و احتیاط درج بالا احکام و ضوابط کی پابندی کرو اور باقی نادانستہ یا امر مجبوری جو کمی بیشی ہوجائے اس کے لئے اللہ کی جناب میں توبہ کرو' تاکہ تم کامیابی حاصل کرسکو۔"

ناظرین کرام! اسلام دین فطرت ہے اس کا کوئی بھی حکم یا ضابطہ خلاف فطرت نہیں ہے۔ اس میں انسان کے ظاہری اور باطنی تقاضوں اور اس کی جسمانی اور روحانی احتیاجات کو مکمل طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے' اس کے تمام فطری جذبات اور نفسیات کو ملحوظ رکھ کر احکام و مناہی کا اسے مکلّف و پابند بنایا گیا ہے اگرچہ بعض احکام الٰہی نفسی و ابلیسی وساوس سے متاثر ہوکر ناگوار اور شاق ہی گزرتے ہوں چنانچہ اسی سلسلہ میں ہم مرد و عورت کے احکامات کو زیر غور لائیں تو ہمیں قدم قدم پر ان کی فطرت اور مزاج کے ساتھ موافقت اور ہم آہنگی واضح طور پر نظر آئے گی۔

مرد و عورت کی جبلی کیفیت:

یہ بات واضح اور بالکل مشاہدہ میں ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت میں حیا کا مادہ نمایاں ہوتا ہے۔ آزاد سے آزاد ماحول میں بھی یہ منظر دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی نسوانی جذبہ کے تحفظ اور بقا کیلئے اسلام میں عورت کو مرد کے مقابلہ میں متعدد احکامات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ خاص خاص حالات و ماحول میں ایسے افراد سے اپنے آپ کو بذریعہ غض بصر اور پردہ محفوظ اور الگ رکھے۔ مردانہ ماحول کی عمومی آزادی اپنانا عورت کی فطرت اور ذات کے منافی ہے۔ اس سے بھی بلند اور آزاد ہوکر غور کریں تو ہمیں یہ بات تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ جب مرد و عورت دو الگ الگ صنفیں ہیں تو ان کی طبیعت و فطرت' دائرہ کار اور احکام بھی لازماً" الگ الگ ہوں گے ورنہ یہ صنفی تقسیم ہی فضول اور لایعنی ہوگی' تو جب بنیادی طور پر ہر معاشرہ اور فرد ان کی صنفی انفرادیت اور تقسیم کا قائل ہے تو اگلے مراحل (دائرہ کار اور احکام و ضوابط) کا انکار کیسے کرسکتا ہے؟

مذکورہ بالا فطرت کے تحت اس کا عنوان نام اور پہچان بھی الگ الگ ہے۔ مرد کو آدمی' انسان اور مرد ہی کہتے ہیں مگر عورت کیلئے یہ کوئی بھی عنوان نہیں ہے بلکہ اسے عورت' مستورات اور صنف نازک وغیرہ ہی کہا جاتا ہے لہٰذا جب یہ تقسیم اور انفرادیت ہر ایک کو تسلیم ہے تو پھر مرد کے مقابل۔ اس کی طبیعت مزاج' اس کے تقاضے اور دائرہ کار اور احکام و ضوابط کی علیحدگی کیوں تسلیم نہیں کی جاتی **یاللعجب!**

اب دیکھئے عورت کا معنی ہی ستر ہے۔ یعنی وہ چیز جس کا چھپانا ضروری ہے اس کا ظاہر کرنا معیوب ہو۔ اسی لئے مرد کی ستر ناف سے گھٹنہ تک ہے تو اب اس کے نام و وصف کی بناء پر اسے چھپانا اور پوشیدہ رکھنا چاہئے اور عورت تو سراسر عورت ہی ہے لہٰذا اس کو مکمل طور پر پردہ میں رہنا چاہئے نہ کہ محفل و بازار کی رونق و تماشا بنایا جائے بنابریں اللہ تعالیٰ نے فطری اور خلقی طور پر مرد و عورت کا دائرہ کار تقسیم کردیا ہے کہ ایک فرد گھر کے باہر کے فرائض انجام دے اور دوسرا گھر کے اندر کے۔ اب ظاہر ہے کہ باہر کے امور پر مشقت ہوتے ہیں ان کے لئے کوئی سخت جان اور مضبوط فرد چاہئے نہ کہ وہ جس کا عنوان ہی صنف نازک ہے۔ تو جب زیر فطرت مرد و عورت کا دائرہ کار سامنے آگیا تو پھر ہر ایک کو اپنے اپنے دائرہ کار میں مصروف عمل رہنا چاہئے ایک دوسرے کے ساتھ گڑ بڑ نہ ہونا

چاہئے۔ نہ تبدیلی اور نہ ہی تقسیم۔ ورنہ ہر طرح کی گڑبڑ لازمی ہے۔ لہٰذا مرد کو ہی باہر اور عورت کو گھر میں رکھو یا پھر عورت کو باہر نکالنا ہے تو مرد کو گھر میں بند کرو زندگی کی مثال ایک گاڑی سے دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ گاڑی اسی وقت صحیح چلے گی جبکہ اس کے دونوں ٹائر اپنی اپنی جگہ پر کام کریں۔ دایاں پہیہ اپنے مقام پر صحیح کارکردگی کا اظہار کرے اور بایاں اپنی طرف پر۔ اگر کوئی ترقی پسند اور ماڈرن انسان دونوں پہیئے ایک ہی طرف فٹ کردے تو کوئی بھی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ اب بھی گاڑی چلے گی' ہرگز نہیں۔ تو جب ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر زندگی اور تمدن کے ان دونوں پہیوں (مرد و عورت) کے معاملہ' تبدیلی یا یکطرفی کا واویلا کیوں کیا جاتا ہے؟ کہ انسانیت کی ترقی اور فلاح ان دونوں پہیوں کے ایک طرف سیٹ ہونے پر منحصر ہے۔ اپنے اپنے ٹھکانے پر رہ کر معاشرہ و تمدن ترقی نہیں کرسکتا فرمایئے یہ عقلمندی ہے یا فرسودگی اور جہالت ہے؟ کیا اس عقلی و علمی دور میں ایسی حماقت زیب دیتی ہے؟ یاللعجب۔

مذکورہ بالا آیت میں عورت کے اسی جبلی اور فطری جذبہ حیاء کے تحفظ و بقا کیلئے ایک منفرد انداز میں نہایت موثر اور مفید ضابطہ دیا گیا ہے کہ خود انہیں بھی اور ان کے بالمقابل مردوں کو الگ الگ عورت کے ناموس و عفت کے تحفظ کا ضابطہ ارشاد فرمایا بایں طور پر کہ عورتیں خود بھی اپنی نگاہ بعض مردوں کے سامنے پست رکھیں اور ان کے سامنے اپنی فطری یا اختیاری زیب و زینت کا اظہار نہ کریں پھر ان کے مقابلہ میں بلکہ اس سے بھی پہلے مردوں کو صنف نازک کے زیور حیاء پر کسی بھی طرح حملہ آور ہونے سے گریز کا حکم نہایت بلیغ ترین انداز میں ارشاد فرمایا کہ وہ اس ارشاد کی تعمیل خدا خوفی اور للٰہیت و تقویٰ کے تحت دل و جان سے بجالائیں اور اس علیم و خبیر ہستی سے چوکنے رہیں جو کہ تمہارے ظاہر و باطن کے ہر قسم کا قول و فعل حتیٰ کہ تمہارے ارادہ و نیت سے بھی خوب باخبر اور واقف ہے نیز اس احتیاط کو مردوں کیلئے پاکیزگی اور طہارت کا ذریعہ بتلاکر ان کو مکمل طور پر صنف نازک کے عفت پر حملہ آوری کو سوفیصد حد تک روک دیا۔ طرفین کو اس اہتمام کی تاکید فرماکر معاشرہ انسان کی پاکیزگی اور صلاحیت و عفت کی بنیاد فراہم کرکے یقین دہانی کرادی کہ اب اس پر استوار معاشرہ ایک صالح اور فعال ہوگا جس میں ہر قسم کی تہذیب اور ترقی کے جذبات ہوں گے دوسرے نمبر پر عورتوں کو بھی اس حکم پر عمل درآمد کرنے کی مؤکد تلقین فرمائی کہ بچو اور بچاؤ کے اصول پر چلتے ہوئے اپنا تحفظ اس طور پر کرو کہ خود بچتے ہوئے دوسروں کو بھی رتی بھر گنجائش نہ دو تاکہ یہ معاشرتی برائی کسی بھی طرح پنپ نہ سکے۔ اب ظاہر ہے کہ اس بنیاد پر استوار معاشرہ عدل و انصاف اور امن و سکون کا بہترین گہوارہ ہوگا ملاحظہ فرمائیں قرآن مجید کے تمام تر احکام میں اتنا اہتمام کہیں بھی نہیں فرمایا گیا کہ الگ الگ دونوں مقابل فریقوں کو کوئی حکم دیا گیا ہو۔ صرف یہی ایک حکم ہے کہ عورت کی عفت و ناموس کے تحفظ کے لئے مردوں کو اس پر حملہ آور ہونے سے الگ منع فرمایا اور عورتوں کو الگ حکم فرمایا کہ تم خود بھی محفوظ رہو اور مردوں کو کسی بھی طرح کا موقعہ فراہم نہ کرو تاکہ یہ ضابطہ صحیح معنوں میں اپنا نتیجہ اور غرض و مقصد پورا کرسکے اور ایک جنت نظیر اور پرامن صالح ترین تمدن جلوہ گر ہوسکے ازاں بعد عورتوں کو اپنے تحفظ اور مرد کو موقعہ شرارت فراہم نہ کرنے کے چند اصول ارشاد فرمائے:

○ تم خود بھی کسی غیر مرد پر نگاہ نہ اٹھاؤ بلکہ نہایت شائستگی اور وقار و حیاء کے ساتھ چلو' تاکہ کوئی ناخوشگوار منظر اور حرکت رونما نہ ہوسکے۔

○ مردوں کو اپنے اوپر نگاہ اٹھانے کا کوئی بھی موقعہ فراہم نہ کرو بایں طور کہ "تم اپنے بدن اور چہرہ پر دوپٹہ ڈال لو' جس سے تمہارا چہرہ اور سینہ مستور ہوجائے' اور کشش اور بدنظری کے مواقع ہر کسی کی نظر سے محفوظ رہیں۔ اپنی زیب و زینت' پرکشش لباس' زینت زیور وغیرہ کا اظہار سوائے اپنے محارم کے کسی کے سامنے مت کرو۔"

○ حتیٰ کہ چلتے وقت اپنے پاؤں بھی زمین پر زور سے نہ مارو کہ زیور کی آواز وغیرہ غیر محرم تک پہنچ کر فتنہ کا باعث ہو۔ گویا عورت کا لباس' چال ڈھال اور آواز و گفتار سب ہی پر پابندی عائد کرکے معاشرتی گڑبڑ کا مکمل انسداد کردیا آخر میں فرمایا کہ دونوں فریق اس ضابطہ الٰہی کی نہایت احتیاط سے پابندی کریں۔ پھر بھی کسی موقعہ پر نادانستہ اور اتفاقاً" کوئی لغزش ہوجائے تو اس کے لئے خدا کے حضور توبہ کرتے رہو تاکہ تم اس کی جناب میں کامیاب ٹھہرسکو۔

پردہ اور اس کے مواقع:

مرد و عورت کے مختلف ماحول ہیں جن کی کیفیت الگ الگ ہوتی ہے' مثلاً" اپنے گھر اور عزیز و اقارب کا ماحول' اجنبی ماحول' عام اور محفل راستہ و بازار کا ماحول خالق کائنات نے ہر ایک ماحول کیلئے الگ الگ ضابطہ ارشاد فرمایا:

عورت کیلئے ایک اپنے محارم اور خاص افراد کا ماحول ہے مثلاً" اپنا خاوند' والدین' اولاد' بھائی چچا ماموں وغیرہ یعنی ان افراد کا ماحول کہ جن کے ساتھ دائماً" نکاح حرام ہوتا ہے ان کو محرم کہتے ہیں جن کی فہرست مذکورہ آیت میں دی گئی ہے اور دوسرے انداز میں سورۃ نساء کی آیت ۲۳ میں دی گئی ہے کہ "یہ رشتے مسلمان فرد کیلئے حرام ہیں جیسے ماں' بیٹی' بہن' بھانجی'

بھتیجی وغیرہ" تو ایسے افراد جو محرم ہیں ان کے ساتھ دائما" نکاح حرام ہے ان سے پردہ نہیں ہے اور کچھ محرمات عارضی ہیں جیسے بیوی کی بہن وغیرہ اس سے بھی پردہ فرض ہے۔ پھر اس پردہ میں صرف سر' چہرہ اور دونوں ہاتھ آتے ہیں باقی جسم کا پردہ سب کیلئے ہوگا تو ایسے ماحول کا حکم یہ ہے کہ عورت اپنے سر پر خوب دوپٹہ اوڑھ لے اور حتی الوسع ننگے سر نہ ہونے پائے زیادہ خوش گپی اور ہنسی مزاق میں بھی مصروف نہ ہو بالخصوص اپنے سسر یا خاوند کے پہلے بیٹے اور بھائیوں سے مندرجہ بالا آیت میں اس ماحول کے پردہ کا ذکر اور اس کے احکام و تفصیل فرمائی گئی ہے۔

دوسرا عام ماحول:

جس میں دور دراز کے رشتہ دار یا محض اجنبی مردوں کا ماحول اس کا حکم قرآن مجید دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

"اے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی ازواج مطہرات' اپنی بچیوں اور تمام اہل ایمان کی عورتوں کو حکم فرمادیں کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکالیں (پردہ کرلیں) اس عمل سے توقع ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنہار اور رحمت فرمانے والا ہے۔"

تشریح و تفصیل:

زمانہ جاہلیت میں معزز اور خاندانی عورتیں باوقار ہوتی تھیں اور لوگوں کی باندیاں وغیرہ اخلاق یافتہ اور ماڈرن دور جیسی چال چلن کی مالک تھیں۔ پردہ بالکل نہ ہوتا تھا دریں صورت اکثر اوباش باندیوں کے شبہ میں معزز خواتین پر بھی آوازے کسنے یا اشارے کنائے کا سلوک کر گزرتے تھے۔ زمانہ اسلام میں یہ بے پردگی مسلمانوں کو معیوب نظر آنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ازواج مطہرات اور عام مسلمان خواتین اس شرارت بازی اور فتنہ کا انسداد کرنے کیلئے راستہ میں چلتے وقت ایک بڑی چادر کا استعمال کریں جس کو وہ اپنے چہرے اور جسم پر ڈال لیا کریں تاکہ وہ ہر قسم کی شرارت سے محفوظ ہوجائیں اور شریر اوباش معزز خاتون خیال کرکے اپنی حرکات بد سے باز رہیں۔ تو اس آیت کریمہ میں گھریلو عزیز و اقارب کے ماحول والا پردہ نہیں بلکہ باہر اور عام اجنبیوں اور غیر محرم افراد کے مقابلہ میں پردہ کا حکم ہے۔ جس میں غض بصر کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو صرف دوپٹے کے ذریعہ نہیں بلکہ ایک چادر سے ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اندر باہر سے صنف نازک کی عصمت و عفت محفوظ ہوجائے۔ یہ عورت کے لئے قید' ناروا پابندی نہیں بلکہ اس کے احترام و وقار کے تحفظ کیلئے ہے۔ جیسے بڑے آفیسر کی بلٹ پروف گاڑی اس کے تحفظ کے لئے ہوتی ہے نہ کہ قید کے طور پر۔

چادر یا برقعہ:

چونکہ مقصود عورت کے تمام جسم کا چھپانا ہے لہٰذا یہ مقصد ایک بڑی چادر سے بھی پورا ہوجاتا ہے شروع میں یہی تھی۔ بعد میں اسی کو ہمارے معاشرہ کے پرانے سفید برقعہ (ترکی برقعہ) کی شکل دے دی گئی تھی۔ مزید کوئی فرق نہیں اب زمانہ قریب میں اخفاء اور اظہار کا مکمل فائدہ اٹھانے کیلئے کالے فیشنی برقعے نکل آئے جو کہ پردہ کے مقصد کو پورا نہ کرتا تھا' کیونکہ پردہ سے مقصود عورت کی زیب و زینت کو چھپانا ہے جس میں کوئی کشش بھی نہ ہو مگر یہ کالا برقعہ نہایت پرکشش ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی اصل مقصد پورا نہیں کرسکتا ہے مگر معاشرہ نے مزید کروٹ بدلی اور مزید ترقی کے راستہ پر چل پڑا کہ نہ چادر ہوتی اور نہ ہی کوئی برقعہ محض ایک عام سا پرانا دوپٹہ رہ گیا وہ بھی کندھوں پر اب اس کے بعد سب کچھ ہی پھینک دیا گیا حتی کہ سر کے بال بھی کاٹ کر پھینک دیئے گئے اب مہذب کہلانے والی اور ماڈرن بہو بیٹیاں ہر قسم کے پردہ سے بے نیاز ہوکر ہر طرف گھومتی پھرتی ہیں عزیز و اقارب میں بھی اور محفل و بازار میں بھی یہ حالات نہایت تباہ کن اور قابل افسوس ہیں۔ مغرب کی تقلید میں ہمارا معاشرہ جس راستہ پر چل پڑا ہے یہ عورت کی نسوانیت اس کی فطری و جبلی حالت سے مکمل بغاوت ہے جس کے خطرناک نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں۔ مغربی میڈیا نے اسی عریانی اور فحاشی کو مزید سے مزید پھیلا کر مسلم معاشرہ کو نہایت تباہ کن اور خطرناک راستہ پر ڈال دیا ہے ٹی وی' وی سی آر' فحش لٹریچر' آزادانہ ماحول' غرضیکہ ہر طرف سے عریانی و فحاشی کی یلغار ہے جس کے مقابلہ میں مسلم معاشرہ نے تقریباً" ہتھیار ڈال دیئے خدارا سوچئے پھر سوچئے کہ ہم کہاں سے چلے تھے اور کہاں تک پہنچ گئے۔ یاد رکھئے یہ سر کا پردہ' چادر یا برقعہ آپ کے سروں پر کسی عالم یا مولوی نے نہیں دیا تمہارے باپ یا بھائی نے نہیں رکھا یہ تو خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی دیا تھا اس کو ہٹانے والی بہو بیٹیاں ذرا توجہ کریں کہ سر پر چادر دوپٹہ اتارتے وقت توجہ کریں کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا دوپٹہ چادر اتار رہی ہیں تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ دنیا و آخرت میں اس کا کیا رزلٹ نکلے گا۔ دین و ایمان کا کیا حشر ہوجائے گا' خدا اور رسول کے حکام کو ٹھکرانے والے کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے بقول/محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سب کی سب پردہ ہی ہے یعنی اس کا کوئی بھی حصہ ظاہر نہیں ہونا چاہئے۔ دیکھئے مولائے کریم نے عام خواتین کو نہیں بلکہ عظمت و تقدس کے پیکروں یعنی امہات المومنین کے متعلق امت کو حکم دیا:

ترجمہ: "جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو"

دیکھئے ازواج مطہرات جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہاری مائیں ہیں جو ہماری ان ماؤں سے لاکھوں گنا زیادہ عظیم اور مقدس ہیں لیکن یہ تعلق روحانی ہے اور پردہ کا حکم جسمانی تعلقات کی بنا پر دیا گیا ہے تو فرمایا کہ ان کے سامنے بھی بے پردہ نہ آؤ بلکہ پردہ کا ضابطہ افراد امت اور ازواج مطہرات کے درمیان میں مکمل نافذ ہوگا' کیونکہ اس کا حکم جسمانی بنیاد پر ہے نیز خود ان کو حکم دیا:

ترجمہ: "اے ازواج مطہرات آپ اپنے گھروں میں ہی رہیں اور زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق کھلے عام مت پھریں۔"

یعنی اگرچہ تمہارا تقدس و عظمت اہل ایمان کے دل و دماغ میں نہایت راسخ ہے مگر یہ روحانی تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے انسداد فتنہ کیلئے جسمانی فتنوں کو ملحوظ رکھ کر ضابطہ ارشاد فرمایا ہے لہٰذا عام معاشرتی سطح پر افراد امت اور تمہارا معاملہ عام اصول کے مطابق ہی ہے کہ تمہیں یہ حکم اجنبیوں کی طرح اپنانا ہوگا الغرض دین اسلام کا مسلم معاشرہ کی تطہیر اور ترقی کیلئے منجملہ دیگر ضوابط کے پردہ کا ضابطہ مستحکم اور مفید بنیاد پر ارشاد فرمایا جس کی پابندی ہی ہماری زندگی اور بقاء کی ضامن ہے۔ لہٰذا میری ماؤں بہنوں' آپ زمانہ و رواج کی رو میں بہنے کی کوشش نہ کرو بلکہ مکمل طور پر مستقل مزاجی سے خدا اور رسول کے احکام و ارشادات ہی سے وابستہ رہ کر دنیا و آخرت کی دائمی خوش نصیبی اور مسرت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائے (آمین)

نیز یاد رہے کہ جیسے زندہ عورت کا غیر مرد کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح اس کی تصویر یا کوئی پوز اور فلمی تماشا دیکھنا بھی حرام ہے' ایسے ہی خواتین کو بھی مردوں کی تصویریں اور فلمیں دیکھنا سراسر حرام ہوگا' نیز جیسے مرد کو عورت کا دیکھنا حرام ہے۔ ایسے ہی عورتوں کا مرد کو دیکھنا حرام ہے چاہئے مرد اسے دیکھے یا نہ دیکھے جیسا نابینا مرد کہ وہ تو نہیں دیکھ سکتا مگر عورت کو اسے دیکھنا بھی حرام ہوگا۔ ایسے ہی برقعہ پوش عورت کا دکانوں کے پردہ میں چہرہ کھولنا بھی سراسر حرام ہے۔ خوب یاد رکھئے' اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی توفیق بخشے' (آمین)

تبصرہ کتب

نام : اجزاء الایمان

مؤلف : مولانا محمد ادریس مظاہری

صفحات : ۷۶۵

ناشر : مکتبہ دارالفکر الاسلامیہ موسیٰ کالونی کراچی

زیر تبصرہ کتاب اجزاء الایمان' یعنی ایمان کے ستر شعبے جس میں ایمان کے مختلف اجزاء طہارت و پاکیزگی' عقائد' عبادات' معاملات' معاشرت' اخلاقیات آخرت وغیرہ کی بڑے اچھے انداز میں تفصیل بیان کی گئی ہے اور کتاب ہذا کے مؤلف نے اپنی علمی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے بڑی محنت اور بے پناہ کوشش کے ساتھ ایمانیات کے تمام اجزاء کو کتاب ہذا میں یکجا کر کے مسلمانوں کے لئے بڑی آسانی پیدا کردی ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب ہر خاص و عام کے لئے انتہائی قیمتی تحفہ بن گئی ہے۔ غور و فکر کرنے والے حضرات کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ انتہائی مفید اور تکمیل ایمان کا باعث بنے گا۔ پھر اکابر علماء کرام کی تائید و تصدیق اور دعائیہ کلمات نے کتاب ہذا کی افادیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس موضوع پر اس سے قبل بھی بڑی کتابیں علماء امت نے تحریر فرمائی ہیں' لیکن اردو زبان میں اس موضوع پر اپنی نوعیت کی یہ پہلی ضخیم کتاب ہے جو اہل اسلام کی تکمیل ایمان کے لئے ایک بیش بہا ذخیرہ اور خزانہ ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس محنت اور کاوش کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے نجات اخروی اور اہل اسلام کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں (آمین)

نام کتاب : احکام المعذورین

مؤلف : مولانا مفتی سید عبدالمجید"

ناشر : ادارہ دعوت اسلام جامعہ یوسفیہ بنوریہ شرف آباد سوسائٹی کراچی

حضرت مولانا مفتی عبدالمجید" ایک طویل عرصہ تک بیمار رہے اور بیماری بھی معذوری کی حد تک تھی' علاوہ ازیں ان کے دو بھائی بھی اسی طرح کی معذوری میں مبتلا رہے انہیں اس بات کا شدید احساس ہوا کہ معذورین کے احکامات پر مشتمل ایک ایسا کتابچہ ضرور مرتب ہونا چاہئے جس میں معذور کی طہارت' نماز' روزہ' حج وغیرہ کے مسائل بیان کئے جائیں چنانچہ آپ نے اپنی فقیہانہ بصیرت کے ساتھ اس میدان میں قدم رکھا اور نہایت ہی کامیابی سے زیر تبصرہ شاندار رسالہ احکام المعذورین کے نام سے مرتب فرمایا۔ جس میں بڑے ہی خوبصورت اور عام فہم زبان میں معذورین کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو ان کی نجات کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

باقی صفحہ ۲۲ پر

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے درسِ ترمذی کی خصوصیات

تحریر: صاحبزادہ مولانا عبیدالرحمٰن رحمانی زید مجدہم

حضرت اقدس قبلہ والد صاحب کو یہ خصوصیت حاصل رہی کہ آپ فقیہ ملت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ہر دو خاص شاگرد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نوراللہ مرقدہ اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب نوراللہ مرقدہ کے شرف تلمذ سے فیض یاب ہوئے اس طرح برصغیر کے دو بڑے روحانی اوارے جو سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نوراللہ مرقدہ کے سلسلے روحانی کے امین اور فقیہ ملت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نوراللہ مرقدہ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے علمی وارث دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم کے فیض تربیت تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو خصوصی تلمذ کی وجہ سے احادیث نبویہؐ کی خدمت کا خصوصی ذوق اور حظ وافر عطا ہوا۔ حضرت مولانا سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کی استعداد اور اطاعت کی

مختصر تذکرہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوریؒ

تحریر: قاری محمد انس رحمانی

ولادت : مولانا رحمہ اللہ کی ولادت ۱۳۰۰ھ مطابق ۷؍۲ اگست ۱۸۸۲ء کو ہوئی

ابتدائی تعلیم : آپ کا آبائی وطن بہبودی علاقہ چھچھ ضلع اٹک (سابق کیملپور) میں واقع ہے۔ یہ علاقہ قدیمی دور سے علماء کا مرکز رہا ہے، آپ نے اپنے علاقے کے عالم دین مولانا فضل حق صاحب (جو کہ شمس آباد کے رہنے والے تھے) سے صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، مولانا فضل حق صاحب حدیث و نحو میں مشہور استاد تھے۔ آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا رحمت اللہؒ کے بھی شاگرد تھے مولانا نے کافیہ تک آپ سے تعلیم حاصل کی، خوش خطی کی مشق شمس آبادی کے شیخ فتح احمد صاحب سے کی۔ اس کے بعد پنڈی سرہال کے قاضی عبدالرحمٰن صاحب سے شرح جامی اور ملا حسن تک کتابیں پڑھیں پھر مکھڈ میں موضع اخلاص کے مولانا حسن الدین صاحب سے منطق و فلسفہ کے اونچے درجہ کی کتابیں حمد اللہ، صدرا، شمس بازغہ وغیرہ پڑھیں۔

مظاہر العلوم میں داخلہ : ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء مظاہر العلوم تشریف لے گئے، اور ۱۳۳۱ھ میں دورہ حدیث اور فنون کی اونچی درجہ کی کتب کا امتحان دیا، اور اول درجہ میں کامیابی حاصل کی اور انعام بھی حاصل کیا۔ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا، یہ حضرت شیخ الہندؒ کی تدریسی زندگی کا آخری سال تھا۔ بخاری شریف اور ترمذی شریف حضرت شیخ الہندؒ سے اور ابوداؤد حضرت مولانا سید انور شاہؒ صاحب سے پڑھیں۔ یہاں بھی آپ اول نمبر آئے۔

تدریس : ۱۳۳۳ھ میں مظاہر العلوم میں تدریس شروع کی، کچھ عرصہ بعد آپ مدرس دوم مقرر ہوئے اور ۱۳۴۴ھ سے آپ کو صدر مدرس مقرر کیا گیا اور ۱۳۶۶ھ تک بحیثیت صدر مدرس و ناظم تعلیمات فرائض انجام دیئے۔ تقسیم ملک کے بعد ۱۳۶۷ھ تک بحیثیت صدر مدرس و ناظم تعلیمات فرائض انجام دیئے۔ تقسیم ملک کے بعد ۱۳۶۷ھ سے ۱۳۶۹ھ تک خیرالمدارس ملتان میں تدریس کی۔ شوال ۱۳۶۹ھ سے شعبان ۱۳۷۲ھ تک دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار میں بطور شیخ الحدیث قیام رہا۔ اس کے بعد چار سال جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں اپنے طور پر تدریس فرماتے رہے۔ اس طویل مدت تدریس میں دیگر فنون کے علاوہ حدیث میں ترمذی شریف، بخاری شریف، طحاوی شریف عام طور پر بطور خاص آپ کے زیر تدریس رہیں۔

آپ کتاب کا حق ادا کرتے اور اس خوبی سے مسلک حنفی کے ساتھ احادیث کی تطبیق فرماتے کہ ذرا بھی اشکال باقی نہ رہتا۔ تقریر طویل نہ ہوتی مگر مسئلہ پوری طرح واضح ہو جاتا۔ تقریر کا طرز بہت ہی پروقار اور دلنشین تھا، مشکل حقائق و مضامین کو آسان اور سہل انداز میں

وجہ سے آپ سے خصوصی لگاؤ تھا' اس بنا پر جب آپ نے حضرت شیخ الہند کے تلمذ کے حصول کیلئے دارالعلوم دیوبند جانے کی اجازت طلب کی تو اس شرط پر اجازت دی کہ حضرت شیخ الہند سے تلمذ کی سعادت حاصل کرکے تدریس کیلئے اپنے مادر علمی مدرسہ مظاہر العلوم واپس آؤ گے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ صاحب نے اس وعدہ کا ایسا ایفا کیا کہ دارالعلوم دیوبند میں آپ کو بلایا گیا لیکن آپ نے استاد محترم سے کئے گئے وعدے کے پیش نظر دارالعلوم دیوبند جانے سے انکار کردیا حالانکہ آپ کی پست آواز کے پیش نظر دارالعلوم دیوبند والوں نے لاؤڈ اسپیکر تک خرید لیا تھا۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی آپ پر ابتدا ہی سے نظر التفات تھی اس لئے شروع ہی میں آپ نے احترام کا معاملہ فرماتے ہوئے اونچے درجہ کی کتابیں دینے کے ساتھ تعلیمی معاملات میں آپ سے مشاورت شروع کی (مدرسہ مظاہر العلوم کا تعلیمی نقشہ آپ کا مرتب کردہ ہے) اور ابتدا ہی سے آپ کو ترقیات دیکر مدرس دوم بنادیا اور احادیث نبویہ کی تعلیم کا سلسلہ شروع فرمادیا' یہ ایک طرح سے استاد محترم کا اپنے شاگرد کے اوپر ایک عظیم اعتماد تھا' حضرت قبلہ والد صاحب نے اس اعتماد پر پورا اترنے کیلئے کوئی کسر نہ چھوڑی اور اپنے آپ کو پوری طرح استاد کی مرضی پر چھوڑ دیا' استاد نے تدریس کے ساتھ اپنی مشہور تالیف بذل المجہود شرح ابوداؤد کے مسودے پر نظر ثانی کا کام بھی ذمہ لگادیا تاکہ شاگرد پوری طرح جانشینی کیلئے تیار ہوجائے اور جب شاگرد نے تمام امتحانات کامیابی سے طے کرلئے تو استاد محترم حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ اپنی دیرینہ خواہش روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار کیلئے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے تشریف لے گئے اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حدیث کی خدمت کی امانت اپنے شاگردوں حضرت مولانا

بیان کردیا آپ کا خاص کمال تھا تقریر اس معتدل انداز سے فرماتے کہ لکھنے والا اگر متوسط رفتار سے لکھتا رہے تو پوری تقریر لکھ سکتا تھا۔

جامعیت و کمالات : حضرت مولاناؒ کو باطنی و ظاہری علوم و کمالات میں جامعیت حاصل تھی' پھر منقولات و معقولات دونوں کی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔ اسی جامعیت کا نتیجہ تھا کہ درس حدیث میں آپ کے استدلالات و جوابات مضبوط بنیادوں پر ہوتے۔ متنازعہ فیہ مسائل میں آپ کی رائے معتدل ہوتی۔

شان تفقہ : آپ کو فقہ میں بڑا تبحر درجہ حاصل تھا' شروح و فتاوی پر بڑا عبور تھا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے استاذ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کا بذل المجہود کی تالیف میں معمول تھا کہ کوئی خاص مضمون ہوتا تو مولانا عبدالرحمٰن صاحب کو خاص طور پر بلاکر دکھاتے مولانا مرحوم کو اگر اشکال ہوتا تو وہ ادبا" براہ راست حضرت سے تو نہیں فرماتے تھے البتہ مجھے فرمادیا کرتے' حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا معمول تقسیم ملک سے قبل تک یہ رہا کہ اپنی ہر تالیف عربی کی ہو یا اردو کی مولانا عبدالرحمٰن صاحب کو حرفاً" حرفاً" دکھلاتا اور آپ بڑی بے تکلفی سے اس پر نشانات لگاتے۔

سلوک و طریقت : آپ نے پہلی بیعت اپنے استاذ مولانا خلیل احمد صاحب سے کی اور حضرت جب تک ہجرت مدینہ سے قبل مظاہر العلوم میں تشریف فرما رہے' مولانا کو اپنے استاذ اور شیخ سے کسب فیض کا اچھا اور طویل موقع ملا۔ پھر ۱۳۴۷ھ میں آپ نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا۔

بیعت سے قبل خلافت : دو سال بعد یعنی ۱۳۴۹ھ میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا کو بیعت سے قبل ہی خلافت عطا فرمائی' یہ شیخ کی طرف آپ کے فضائل کا اعتراف ہے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ حضرت موصوف کے بارے میں فرماتے تھے مولانا کامل پوری "کامل پورے" ہیں' مکاتب عبادۃ الرحمٰن۔ حضرت مولانا نے جو مکتوبات اصلاحیہ (جن کی تعداد ۳۸ ہے) اپنے شیخ و مرشد کو تحریر فرمائے' وہ اپنے مندرجات کے اعتبار سے اونچے درجہ کے ہیں اور سلوک و معرفت کے طالبین کیلئے بے بہا ذخیرہ ہے اور طریقت پر چلنے والوں کیلئے رہنمائی کا باعث ہیں۔ "اشرف السوانح" کے مرتب خواجہ عزیزالحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکاتب کے ابتداء میں ان کی اہمیت و افادیت کا بڑے جامع انداز میں ذکر کیا ہے۔

وفات : شب جمعہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۶۵ء بمطابق ۱۹ شعبان ۱۳۸۵ھ سخت سردی میں حسب معمول آپ تہجد کیلئے اٹھے نماز تہجد ادا کرنی شروع کی اسی دوران فالج کا حملہ ہوا' جس سے آپ دائیں جانب سجدہ میں گرتے ہوئے اذکار و استغفار کی آواز آہستہ آہستہ آنی شروع ہوئی زبان لڑکھڑانے لگی۔ اللہ' لا الہ الا اللہ الفاظ صاف سمجھ میں آتے علاج کیلئے راولپنڈی کے مشہور ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی گئی۔ بالآخر ۲۱ر دسمبر ۱۹۶۵ء مطابق ۲۷ر شعبان ۱۳۸۵ھ ۴ بجکر ۳۰ منٹ پر یہ آفتاب علم و فضل اور مہتاب طریقت و معرفت غروب ہوگیا' بوقت وصال آپ کی عمر تقریباً" ۸۳ سال تھی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ‘ حضرت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ‘ حضرت مولانا محمد اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے سپرد کرگئے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ نے استاد محترم کے متعین کردہ مناصب‘ صدر المدرسین اور ناظم تعلیمات کی ذمہ داریوں کو نباہتے ہوئے استاد محترم کی امانت مدرسہ مظاہرالعلوم کے علمی اور روحانی مقام کی حفاظت کے ساتھ مسند حدیث کی امانت کی حفاظت کی اور علم و عمل‘ ورع و تقویٰ اور تعلق مع اللہ ہر اعتبار سے اس امانت کا حق ایسا ادا کیا کہ آج تک دنیا اس کی معترف ہے جیسا کہ حضرت مولانا محمد اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ناظم مدرسہ سہارنپور کے تجزیہ سے ظاہر ہے۔ ۲۰ سال مسلسل ترمذی شریف اور ۱۴ سال مسلسل طحاوی شریف کا درس اس کا بین ثبوت ہے۔ اگر تقسیم ملک کی مجبوری آڑے نہ آتی تو شاگرد استاد محترم کے اس وعدہ کی تکمیل زندگی کے آخری سانس تک کرکے اپنی جان بھی مسند حدیث اور مادر علمی پر نچھاور کردیتا‘ قبلہ والاحضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ باوضو درس حدیث کیلئے تشریف لاتے‘ معمول کے مطابق طلبا سے عبارت پڑھواتے‘ عبارت کی تصحیح کا خصوصی اہتمام فرماتے‘ طالب علم اگر کسی ایسی حدیث شریف سے جس میں مسائل اور نکات ہوں ایسے ہی جلدی میں گزر جاتا اس پر بہت تنبیہہ فرماتے اور اس سے پوچھتے کہ اس حدیث شریف کا مطلب بیان کرو۔ حدیث شریف سے جو مسائل مستنبط ہوتے پہلے اس کو بیان فرماتے‘ بعدازاں ائمہ کرام کے اقوال بیان فرماتے‘ ان ائمہ کرام کے ادلہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی وضاحت فرماتے‘ بعدازاں امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے ترجیحی دلائل بیان فرماتے اس کے بعد طلبا کو سوال کی اجازت دیتے‘ تقریر سے پہلے سوال کرنے والے کو تنبیہہ کرتے اور انتظار کا فرماتے۔ تقریر کے بعد پوچھتے کہ اب اس سوال کی ضرورت باقی رہ گئی ہے؟ جو طالب علم سوال نہ کرتے ان سے خوش نہ ہوتے‘ طلبا کی عدم دلچسپی آپ کو پسند نہیں تھی۔ ایسے طلبا سے خصوصی طور پر پوچھتے کہ سمجھ گئے یا نہیں‘ سوال نہ کرنے والے طلبا کو "صوفی" سے تعبیر کرتے اور بعد میں پوچھتے‘ صوفی محلے والے کا کیا حال ہے۔ تقریر مسلسل اور دلائل سے پر ہوتی‘ تفہیم آپ کی تقریر میں بہت زیادہ تھی اس لئے طلبا ہمیشہ آپ کے اسباق میں دلچسپی سے شرکت کرتے۔ طلبا کو اعمال کی طرف خصوصی توجہ دلاتے‘ تقویٰ کے اہتمام کی نصیحت کرتے‘ اکثر طلبا کو آپ سے خصوصی انس تھا اور آپ بھی طلبا پر بہت زیادہ شفیق تھے۔ درس کے علاوہ بھی بعض طلبا کو آپ اہتمام سے تعلیم دیتے‘ آپ کی پوری زندگی علم حدیث کی اشاعت سے عبارت تھی۔ برادرم قاری سعیدالرحمٰن صاحب نے جن کا زیادہ وقت قبلہ والد صاحب کی خدمت میں گزرا‘ ان تقاریر کو جو حضرت والد صاحب کے بعض خصوصی شاگردوں نے درس ترمذی کے دوران جمع کیں تھیں مرتب کرکے والد صاحب کو سنائیں۔ قبلہ والد صاحب نے بعض جگہ تصحیح بھی فرمائی۔ الحمدللہ اب یہ طباعت سے آراستہ ہورہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والد صاحب کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے۔ انشاء اللہ العزیز طلبا علوم دینیہ اور علماء کرام کے افادہ کیلئے یہ بہت بڑا ذخیرہ ثابت ہوگی۔

●●

بقیہ : تبصرہ کتب

نام کتاب : جنت کے نظارے
تالیف : علامہ ابن القیم الجوزیؒ
مترجم : مولانا حافظ عبدالقدوس خان قارن
استاد حدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
صفحات : ۴۵۶
قیمت : ۱۸۰ روپے
ناشر : عمر اکادمی نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

زیر تبصرہ کتاب دراصل علامہ ابن القیم الجوزیؒ کی مشہور کتاب "حادی الارواح الی بلاد الافراح" کا اردو ترجمہ ہے‘ کتاب ہذا میں علامہ ابن القیمؒ نے جنت اور اس کی نعمتوں کے متعلق قرآنی آیات اور بے شمار احادیث پر مشتمل علمی ذخیرہ جمع فرمایا ہے جنت کے احوال سے دلچسپی اور معلومات حاصل کرنے والے حضرات کے لئے یہ کتاب ایک بہترین تحفہ ہے‘ ائمہ و خطباء اور واعظین حضرات کے لئے یہ ایک مکمل اور مدلل کتاب ہے‘ کتاب ہذا کے مطالعہ سے انسان کے دل میں جنت حاصل کرنے کا شوق اور جہنم سے بچنے کا فطری شعور پیدا ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اعمال صالحہ کو کرنے اور برے اعمال سے بچنے کی فکر شدت سے دامن گیر ہوتی ہے۔ یہ کتاب دنیا کی عارضی اور فانی نعمتوں میں منہمک افراد کو اصلی اور غیرفانی نعمتیں یاد دلانے کا بہترین ذریعہ ہے‘ جنت کے اوصاف و واقعات اور جنت کے مختلف مباحث پر سب سے زیادہ تحقیق شدہ ضخیم کتاب ہے جس میں احوال جنت پر آمدہ تقریباً تمام احادیث کا احاطہ کیا گیا ہے۔ کتاب ہذا علامہ مرحوم کی دوسری کتب کی طرح اپنے موضوع پر مستند‘ جامع اور منفرد ہے اس بنا پر یہ کتاب ہر خاص و عام کے لئے نافع اور یکساں مفید ہے‘ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اچھے اعمال کی توفیق عنایت فرماکر جنت کا مستحق بنائیں۔ (آمین)

○

قاضی محمد اسرائیل گرنگی' مانسہرہ

گلشن اسلام کی پہلی بہار' یار غار و یار مزار حضرت

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

آمنہ کے لال عبداللہ کے دریتیم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کیا تو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کرنے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ اسلام قبول کرنے میں پہل کی' اور نماز پڑھنے میں بھی پہل کی' اللہ پاک نے خلافت کا تاج بھی سب سے پہلے آپ ہی کے سر پر رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام سلمٰی تھا اور ام الخیر کے لقب سے مشہور تھیں۔

حلیہ: آپ رضی اللہ عنہ گورے رنگ کے تھے' آپ رضی اللہ عنہ دبلے تھے' آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں رخساروں پر بہت کم گوشت تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی ابھری ہوئی تھی' آپ رضی اللہ عنہ کے انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔

اعزاز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ نے سب کچھ اسلام پر خرچ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر اقدس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دولہا بن کر آئے' آپ رضی اللہ عنہ کی لخت جگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی کفر کی حالت میں بھی شراب نہیں پی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بھی زہر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی اور حکم سے سترہ نمازیں پڑھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر مشکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے میری پرانی چادر کا کفن دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو سال چھ مہینے ۱۰ دن خلافت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تریسٹھ سال عمر پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پڑھی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مہر (انگوٹھی) کا نقش نعم القادر اللہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جگہ ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب لاتعداد ہیں۔ جن کے لئے کتب سیرت و مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ کرنا ہوگا۔ طبقات ابن سعد جلد ۳۔ ۴ از صفحہ ۱۷۱ تا ۵۴ کو دیکھا جائے۔ ہمارے نہایت قابل قدر

جناب محمد رفیق صاحب کی پیاری نظم پنجابی میں جو ہماری کتاب قہر خداوندی کے صفحہ ۱۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ چند اشعار حاضر خدمت ہیں۔

سن لے اور نادان قلندر
نہ کر مستی دین دے اندر
وچ حکومت بعد پیغمبر
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دا پہلا نمبر
جس دی سنگت نال پیغمبر
غار دے اندر بدر دے اندر
قبر دے اندر حشر دے اندر
آئی گواہی قرآن دے اندر
صدیقؓ رفیق نبیؐ سرور دا
مچی دھم جہاں اندر
سن لے اونادان قلندر
نہ کر مستی دین دے اندر
صدیقؓ دے ناں تو میں قربان
اُچی جس دی سب تو شان
مدحت جس دی وچ قرآن
کیتی رب نے آپ بیان
جس دا رتبہ وچ جہان
افضل اعلیٰ بعد پیغمبرؐ
سن لے او نادان قلندر
نہ کر مستی دین دے اندر

آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام پر بہت بڑے احسانات فرمائے ہیں' اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت اعلان فرمایا کہ میں سارے لوگوں کے احسانات ختم کر کے جا رہا ہوں۔ مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک ایسے شخص ہیں جن کے احسانات مجھ پر بہت زیادہ ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان کے احسانات کا سوال کر کے بدلہ دلواؤں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آج بھی نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آرام فرما ہیں۔ اور قیامت کی صبح تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما رہیں گے اور قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہاتھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا اور دوسرے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا۔ ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دربار اقدس میں پیش کرتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی درود و سلام میں شریک ہیں اور ایسے مقام پر تشریف فرما ہیں' جس مقدس مقام کے بارے میں ہمارا تو یہ ایمان ہے۔

جس خاک میں سوتے ہیں سرکار مدینہ
جنت سے بھی اعلیٰ ہے وہ خاک مدینہ

اور ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے مبارک طریقوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت حوض کوثر پر پانی تقسیم فرمارہے ہوں گے وہاں چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم حوض کوثر کے چاروں کونوں پر تشریف فرما ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں سے ہمیں بھی حوض کوثر کا پانی نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

مسلمانوں کے نام

کون مسلمان ایسا ہوگا جو قادیانی فتنہ اور اس کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے ناواقف ہو' ملک ملت کے اس مار آستین کی عبرت ناک تاریخ بھی پوری امت مسلمہ کے سامنے ہے کہ جب ۱۹۵۲ء میں ان کی تبلیغی سرگرمیوں نے زور پکڑا اور انہوں نے صوبہ بلوچستان کو مرتد بنالینے کے منصوبے کا اعلان کیا تو اس کا رد عمل ۱۹۵۳ء کی تحریک کی شکل میں سامنے آیا' دس سال کے بعد ۱۹۷۴ء میں اس فتنہ نے ایک بار پھر سر اٹھایا اور امت مسلمہ کے مذہبی جذبات کو پامال کرنے کے لئے تمرد و سرکشی پر اتر آئے انہوں نے مئی ۱۹۷۴ء میں نشتر کالج ملتان کے چند نہتے طلبہ پر ربوہ اسٹیشن پر جارحیت کا ارتکاب کیا' جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے خلاف ایک زبردست تحریک چلی' اور قومی اسمبلی میں ان کے کافر اور مرتد قرار دیئے جانے کا آئینی فیصلہ کردیا گیا' لیکن قومی اسمبلی کے آئینی فیصلہ کو ایک دن بھی تسلیم نہیں کیا' بلکہ پوری ڈھٹائی کے ساتھ آئین پاکستان سے بغاوت کرتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے۔

بالآخر ۱۹۸۴ء میں ان کی تبلیغی سرگرمیوں نے ایک بار پھر جارحانہ شکل اختیار کرلی' اور ختم نبوت کے مبلغ جناب مولانا محمد اسلم قریشی کو دن دہاڑے اغوا کرلیا گیا تو اس کے رد عمل کے طور پر ۱۹۸۴ء میں ان کے خلاف پھر تحریک چلی' جس کے نتیجہ میں "امتناع قادیانیت قانون" نافذ ہوا' جس کے ذریعہ قادیانیوں کے مسلمان کہلانے اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر پابندی عائد کردی گئی اور شعائر اسلامی کے استعمال کو لائق تعزیز جرم قرار دیا گیا۔ گزشتہ سال سے قادیانی فتنہ پھر سے سرگرم عمل ہے' اور ان کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیاں مسلمانوں کی حد برداشت سے باہر ہوچکی ہیں۔ چنانچہ پورے ملک کے مختلف حصوں سے ہمیں مسلسل اطلاعات موصول ہورہی ہیں کہ اس خبیث الفطرت فتنہ نے ہر جگہ ایک اودھم مچا رکھا ہے' قادیانیوں کی یہ سرگرمیاں کسی بڑے طوفان اور زیر زمین کسی بڑے زلزلے کی نشان دہی کر رہی ہیں۔

ان کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں کا مختصر خاکہ یہ ہے:

۱- ہفتہ واری تبلیغی اجتماعات منعقد کرتے ہیں جن میں سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر لے جاتے ہیں اور ڈش انٹینا کے ذریعے ٹیلی ویژن پر مرزا طاہر ملعون کی تقریر سنا کر شیطانی شبہات پیدا کرتے ہیں اور یوں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی گھناؤنی حرکت کرتے ہیں' اور نوجوان طبقہ بطور خاص ان کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ اس پر ہمارے پاس دلائل وشواہد موجود ہیں۔

۲- بے روزگار نوجوانوں کو نوکری اور چھوکری کا لالچ دے کر ربوہ لے جاتے ہیں اور حکومت میں اپنے اثر ورسوخ کا حوالہ دے کر مرتد کرتے ہیں۔

۳- پریشان حال لوگوں کو نوکری کا چکمہ دے کر مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کا فارم پر کرواتے ہیں اور نوجوان اس لالچ میں اپنا قیمتی سرمایہ ایمان کھو بیٹھتے ہیں۔

۴- ملک کے پس ماندہ علاقوں میں فلاحی ادارے' ہسپتال' اسکول اور دیگر فلاحی ادارے کھولتے ہیں جہاں غریب مسکین لوگوں کے ساتھ بظاہر نہایت ہمدردی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور مالی مدد کے ذریعہ ان کے ایمان کو لوٹتے ہیں۔

۵- اندرون ملک ہونے والے فسادات' قتل وغارت گری اور تعصب ولسانی جھگڑوں کے بارے میں ہمارا شدید احساس یہ ہے کہ یہ سب کچھ قادیانیوں کی سازش ہے جو ملک پاکستان کی سالمیت اور قوم کے امن وسکون کو ایک نظر برداشت نہیں کرسکتے' ان کا مدعا یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان مذہبی' لسانی اور سیاسی تعصبات ابھار کر ان کو آپس میں ایسا الجھا دیا جائے کہ وہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا نوٹس نہ لے سکیں بہر حال ان تشویش ناک حالات کے پیش نظر آپ کی جماعت "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" نے یہ طے کیا ہے کہ اہل حل وعقد اور ارباب فہم ودانش کی آواز کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ٹھوس لائحہ عمل تیار کیا جائے اور اس فتنہ کی سرکوبی کی جائے قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی بناء پر مسلمانوں کے مذہبی احساسات اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ قادیانیوں کی طرف سے کوئی سانحہ پیش آیا تو پوری امت اسلامیہ آگ کے شعلے کی طرح بھڑک اٹھے گی'

اخبارِ ختمِ نبوّت

پاکستان کو قادیانی سازشوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں (قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ)

گوجرانوالہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی فتنہ کے سربراہ مرزا طاہر کے خلاف آئین توڑنے کی سازش پر آئین کی دفعہ ۶ کے تحت غداری کا مقدمہ چلایا جائے اور ملک کو قادیانی سازشوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔ انہوں نے یہ مطالبہ ایک اجلاس میں کیا جس کی صدارت امیر مجلس مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے کی اجلاس سے قاری محمد یوسف عثمانی' مولانا عبدالقدوس قارن' مولانا عبداللطیف مسعود' محمد اعظم ایڈووکیٹ' حافظ احسان الواحد' حافظ شیخ بشیر احمد' پروفیسر حافظ محمد انور' قاضی منصور احمد' سید احمد حسین زید' چوہدری عبدالغفور آرائیں اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔ اجلاس میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ قادیانی ایک مدت سے ملک کی سالمیت کے خلاف سرگرم عمل ہیں اور ہمارا حکمران طبقہ امریکہ اور یہودی و عیسائی لابیوں کی خوشنودی کے لئے ان کی ملک دشمن سرگرمیوں پر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی معاشی و اقتصادی اور سیاسی و جغرافیائی استحکام کا تقاضا ہے کہ مرزائی فتنہ کی ان منفی سرگرمیوں کے آگے بند باندھا جائے' اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے کسی بھی اقدام سے گریز نہ کیا جائے۔ میاں محمد اسماعیل اختر' جمعیت علماء پاکستان کے رہنما صاحبزادہ سید خورشید احمد شاہ چشتی اور جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ کے رہنما مولانا قاری غلام مصطفیٰ وڑائچ نے بھی مرزا طاہر کی ملک دشمن سرگرمیوں پر حکومتی غفلت اور پہلوتہی کی مذمت کی ہے اور مرزا طاہر کو گرفتار کرکے اس کے خلاف غداری کا مقدمہ چلانے اور اسے قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ عوام نے حکومت کو قادیانیت کے تحفظ کا مینڈیٹ نہیں دیا' بلکہ عوام قادیانی فتنہ سمیت ہر وطن اور دین دشمن قوت کے قلع قمع کی توقع رکھتے ہیں۔

مرزا طاہر کو اسلام دشمنی اور پاکستان دشمنی کی پاداش میں مرتد کی شرعی سزا دی جائے (مولانا غلام حسین جھنگ)

مرزا طاہر کے بیان پر جھنگ کے علماء کا احتجاج دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ میں علماء کرام کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل علماء کرام نے شرکت کی علامہ حبیب الرحمٰن' قاری محمد جعفر خان' حاجی اشتیاق احمد' پیرجی عبیدالرحمٰن' صاحبزادہ محمد احمد مصدوق' حسین شاہ' مولانا عبدالرحیم' مولانا غلام اللہ' مولانا عبدالغفور جھنگوی' مولانا محمد الیاس بالاکوٹی' مولانا مفتی محمد ولی اللہ' مولانا محمد یٰسین' مولانا محمد فاروق' حافظ بشیر' مولانا محمد سرور' مولانا عبدالغفار' خالد سیال' مولانا عمر دراز' مولانا حبیب احمد صدیقی' کے علاوہ کافی تعداد میں کارکنوں نے بھی شرکت کی اور علماء کرام نے مرزا طاہر کے اس بیان پر کہ اگر ملک پاکستان کا یہ قانون جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے بحال رہا تو پاکستان ٹوٹ جائے گا' شدید غم و غصہ کا اظہار کیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں ہمیشہ علماء نے قادیانیوں کے اسلام اور پاکستان دشمن ہونے کی ہر موقعہ پر نشان دہی کی ہے مرزا طاہر کے اس بیان سے علماء کے متفقہ فیصلہ کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ اسلام اور پاکستان دشمنی کھل کر منظر عام پر آگئی ہے لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ مرزا طاہر کو انٹرپول کے ذریعہ پاکستان منگوا کر غداری کا مقدمہ درج کرکے اس دشمن اسلام کو سرعام پھانسی پر لٹکایا جائے۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ ربوہ کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ قادیانیوں کی خفیہ جگہوں کی تلاشی لی جائے۔ قادیانیوں کی تبلیغ پر سخت پابندی عائد کی جائے۔ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ اجلاس میں طے ہوا کہ جمعہ کے موقعہ پر تمام مساجد میں احتجاج کیا جائے۔

دعائے صحت

مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب ناظم جامعہ فاروقیہ شجاع آباد اور ان کے والد محترم مولانا رشید احمد مہتمم جامعہ ہذا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص کارکنوں میں سے ہیں۔ جناب مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب گزشتہ ڈیڑھ سال سے گردوں کے ناکارہ ہونے کے باعث معذوری کا شکار ہیں اور مولانا رشید احمد صاحب بھی دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ تمام قارئین ختم نبوت سے دونوں صاحبان کے لئے دعا برائے صحت یابی کی استدعا کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

Adarts-HMPT-22/95

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سید امین گیلانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو کیا کیا ساتھ نعمت لے کے آئے ہیں
اخوت، علم و حکمت آدمیت لے کے آئے ہیں

کوئی صدیقؓ سے پوچھے صداقت کس سے حاصل کی
عمرؓ ہیں اس کے شاہد وہ عدالت لے کے آئے ہیں

کہا عثمانؓ نے میری سخاوت ان کا صدقہ ہے
علیؓ دیں گے شہادت وہ شجاعت لے کے آئے ہیں

رہے گا یہ قیامت تک سلامت معجزہ ان کا
وہ قرآن مبین نور ہدایت لے کے آئے ہیں

خدا نے رحمت للعالمین خود ان کو فرمایا
قسم اللہ کی رحمت ہی رحمت لے کے آئے ہیں

امین بن کر امانت اہل دنیا تک وہ پہنچادی
جو جبریل امینؑ ان تک امانت لے کے آئے ہیں

قناعت، حریت، فکر و عمل، مہرو وفا، تقویٰ
وہ انسان کے لئے عظمت ہی عظمت لے کے آئے ہیں

خدا نے دین کامل کردیا ہے اے امین ان پر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پرچم ختم نبوت لے کے آئے ہیں

اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ارشادات کی روشنی اور شیخ المشائخ خواجہ خان محمد مدظلہ، فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی کی قیادت ورہنمائی میں ہر قسم کے مناقشات سے الگ ہوکر صرف تبلیغ واقامت دین، خصوصاً "عقیدہ ختم نبوت" کا تحفظ کرنے والی بین الاقوامی مذہبی جماعت ہے۔

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاتر ختم نبوت، **دار التصنیف** اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

(نوٹ) رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

ترسیل زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 583486-514122
فیکس: 542277، ڈرافٹ / چیک بھیجنے کے لئے (نیشنل بینک آف پاکستان) اکاؤنٹ نمبر 7734 حسین اگاہی ملتان
کراچی کے احباب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی میں رقوم جمع کراسکتے ہیں فون: 7780337 فیکس: 7780340
ڈرافٹ / چیک بھیجنے کے لئے (نیشنل بینک آف پاکستان) اکاؤنٹ نمبر 9-487 نمائش کراچی

(نوٹ) مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کراکے مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں۔